آلِ رسول واصحابِ رسول
ایک دوسرے کے ثناخواں

تالیف

مرکز الدراسات والبجوث

مبرة الآل والأصحاب

ترجمہ

عبدالحمید اطہر

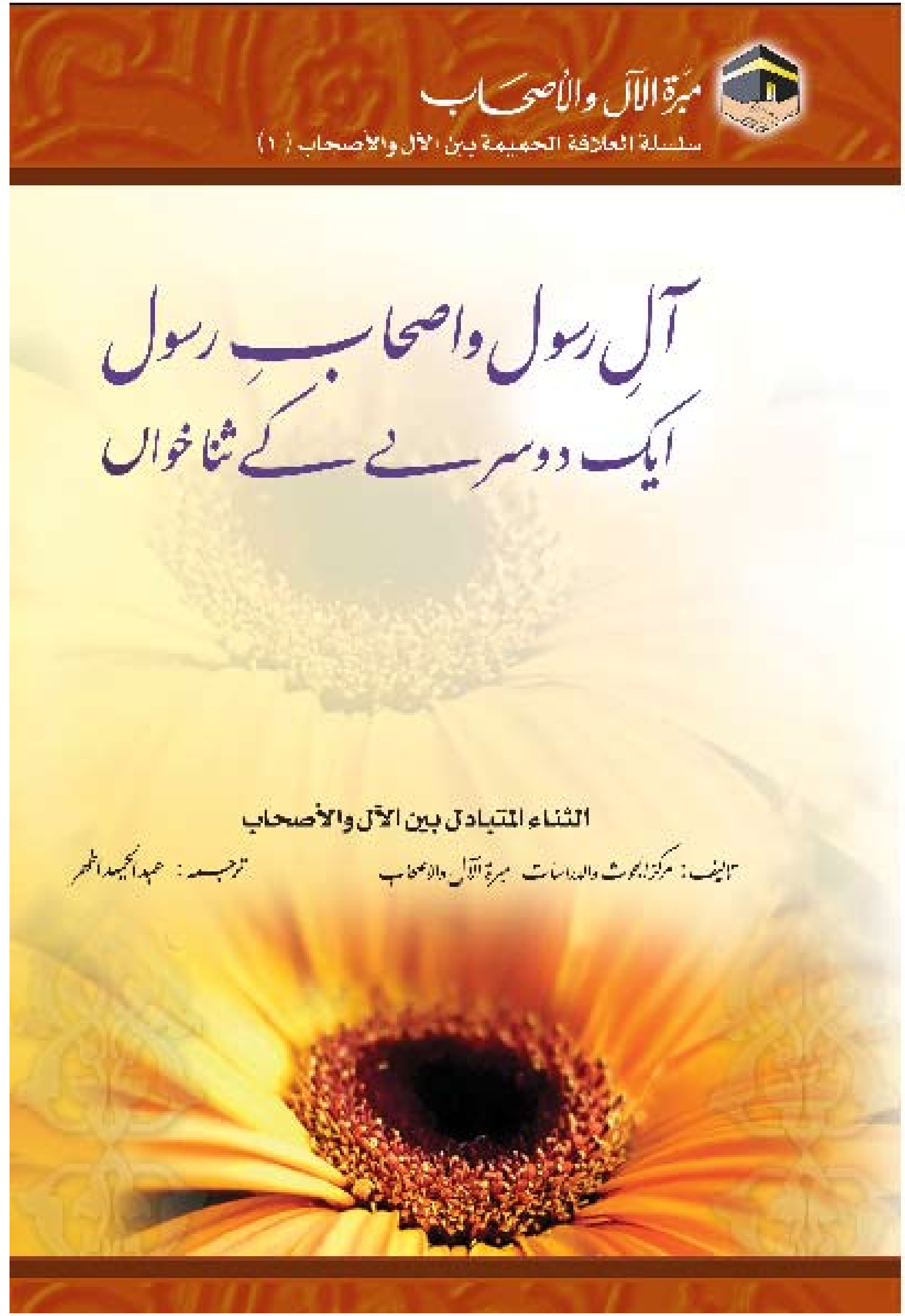

نام کتاب	:	**الثناء المتبادل بین الآل والأصحاب**
اردو نام	:	آلِ رسول اور اصحابِ رسول: ایک دوسرے کے ثناخواں
تصنیف	:	مرکز الدراسات والبحوث ۔ مبرة الآل والأصحاب
ترجمہ	:	عبدالحمید اطہر

فہرست

پیشِ لفظ	۵
پہلا باب	۸
اہلِ بیت کون ہیں؟	۹
ازواج مطہرات اہل بیت میں سے ہیں	۱۱
اہلِ بیت اور صحابہ کے سلسلے میں مسلمانوں کا عقیدہ	۱۶
صحابہ کون ہیں؟	۱۸
حدیث نبوی میں وارد صحابہ کے فضائل	۲۰
بعض وہ اہل بیت جن کو صحبتِ رسول اور رشتے داری کا شرف حاصل ہے	۲۳
دوسرا باب	۲٤
اہلِ بیت اصحاب رسول کے ثناخواں	۲۵
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۲۷
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۳۱
حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما	۳۴
امام محمد باقرؒ	۳۷
امام زید بن علی بن حسینؒ	۳۹
امام عبداللہ بن حسن بن حسن بن علیؒ	۴۱
امام جعفر صادقؒ	۴۳
امام موسی کاظمؒ	۴۶

امام علی رضاؒ ۴۷
امام حسن بن محمد عسکریؒ ۴۸
تیسرا باب ۵۰
صحابہ اہلِ بیت کے ثنا خواں
پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ۵۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۵۴
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ۵۹
حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ۶۰
حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ ۶۱
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ۶۲
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۶۴
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۶۶
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ۶۶
حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ۶۸
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۶۹
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ۷۰
حضرت انس، براء بن عازب اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم ۷۱
حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما ۷۲
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ۷۴
خلاصۂ کلام ۷۶

پیش لفظ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهد الله فهو المهتد ومن يضلل فلاهادی له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله۔

اللہ کے لیے تمام تعریفیں ہیں جو اپنی محکم کتاب میں فرماتا ہے: ''وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدًا، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ '' (سورہ توبہ ۱۰۰) اور جو سابقین اولین مہاجرین اور انصار ہیں اور جنھوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے، اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

کیا اللہ تبارک وتعالی کی تعریف سے بڑھ کر کسی کی تعریف ہوسکتی ہے اور اللہ کی رضا وخوشنودی کے بعد بھی کوئی رضا ہوسکتی ہے؟ بلکہ اللہ تعالی نے اخلاص کے ساتھ صحابہ کی پیروی کو ہدایت اور اللہ کی رضا کی علامتوں میں شمار کیا ہے۔

یہ دعوی بے بنیاد اور تاریخ کی تحریف ہے کہ اصحابِ رسول ﷺ اور آلِ رسول ﷺ ایک دوسرے کی دشمنی دل میں چھپائے ہوئے تھے، بلکہ وہ تو ایسے ہیں جس کو اللہ نے بیان کیا ہے: أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (سورہ فتح ۲۹) وہ کافروں پر بڑے سخت اور آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے ہیں۔ صحابہ ایسے تھے جیسے اللہ نے سورہ

حدید میں ان کا وصف بیان کیا ہے: ''وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى'' (سورہ حدید ۱۰) اللہ کے لیے آسمانوں اور زمین کی میراث ہے، تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور دشمنوں کے خلاف جنگ کی، یہ لوگ ان لوگوں سے درجے میں بہت بڑھے ہوئے ہیں جنھوں نے فتح کے بعد خرچ کیا اور جنگ کی، اور ہر ایک سے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔

اور اللہ اپنے وعدے سے مکرتا نہیں ہے، اللہ تعالی کے اس فرمان: ''كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ'' (سورہ آل عمران ۱۱۰) (تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے نفع رسانی کے لیے نکالی گئی ہو) کے بعد کوئی ایسا شخص مسلمان باقی رہتا ہے جو اپنے پروردگار کی اس سلسلے میں تکذیب کرے اور جھٹلائے، پھر اللہ کے رسول کے اس فرمان کو جھٹلائے:

''سب سے بہتر میری صدی ہے پھر جو ان کے بعد آئے''۔(۱)

کیا آل واصحاب رضی اللہ عنہم ہی سابقین اولین نہیں ہیں؟ کیا وہ سب سے بہترین صدی والے نہیں ہیں؟ کیا وہ مہاجرین اور انصار نہیں ہیں؟ کیا وہ فاتحین اور ابطال نہیں ہیں؟ کیا وہ سب ایک ہی تناور درخت کی شاخیں نہیں ہیں؟ اللہ کی قسم! ان کے درمیان محبت ومودت تھی، ایک دوسرے کا احترام واکرام تھا اور وہ ایک دوسرے کی ثناخوانی میں رطب اللسان تھے، ان کے درمیان رشتے داری اور سسرالی رشتہ تھا، وہ دین کو سربلند کرنے، رسول اللہ ﷺ کی مدد کرنے اور کافروں کے خلاف جہاد کرنے میں شریک تھے، یہ بات ہر ایک کو معلوم ہے، یہ سب اہلِ فضل اور افضل لوگ ہیں، اپنے دین کی حفاظت کے خواہش اور مند عقل مند کو ان کے بارے میں غلط سلط کہنے اور ان سے براءت کا اظہار کرنے سے بچنا چاہیے۔

اگلے صفحات میں آلِ رسول کی طرف سے صحابہ کرام کی تعریف وتوصیف اور صحابہ کرام کی طرف سے آلِ رسول کی تعریف وتوصیف کے سلسلے میں نصوص پیش کیے جا رہے

۱۔ بخاری: کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل أصحاب النبی ﷺ حدیث ۳۴۵۰

ہیں، جس سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ آل اور اصحاب اپنے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت ومودت اور عزت رکھتے تھے، ایسا کیوں نہ ہو؟ جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی آلِ بیت کے سلسلے میں ''غدیر خم'' مقام (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ) پر کی گئی وصیت رہتی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا:

''اپنے گھر والوں کے سلسلے میں تم کو میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، اپنے گھر والوں کے سلسلے میں تم کو میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں''۔ آپ نے یہ بات تین مرتبہ کہی۔(۱)

اسی طرح اہل بیت بھی اس بات سے واقف تھے اور ان کی نگاہوں کے سامنے یہ بات تھی کہ صحابہ کرام نے دین کی مدد کی، اسلام کے خاطر اپنے ملک کو چھوڑا، اپنے اہل واعیال اور گھر والوں کو ترک کر دیا، اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ دین کو سربلند کریں اور تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول کی تائید اور تعاون کریں۔

اللہ ہم کو اور تم کو سبھوں کو آل واصحاب کی محبت عطا فرمائے، ان کی بہترین اقتدا کی توفیق عطا فرمائے اور ہم کو ان کے ساتھ اپنی نبی ﷺ کی رفاقت میں فردوس اعلی میں جمع فرمائے......آمین۔

۱۔ صحیح مسلم: ۲۴۰۸، باب فضائل علی بن ابی طالب

پہلا باب

اہلِ بیت اور صحابہ کون ہیں؟

اہلِ بیت کون ہیں؟

اہل بیت کون ہیں؟ اس سلسلے میں بہت سے اقوال ہیں، جن کو اکابر علماء نے بیان کیا ہے، لیکن ان میں سے راجح قول یہ ہے کہ آلِ بیت بنو ہاشم ہیں، کیوں کہ ان کے لیے صدقہ اور زکوۃ حرام ہے(۱) اس کی دلیل یہ ہے کہ امام مسلم نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ''......رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمارے درمیان خما کنویں کے پاس کھڑے ہوکر تقریر کرنے لگے، یہ جگہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے، چناں چہ آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور وعظ ونصیحت کی، پھر فرمایا: امابعد! اے لوگو! میں انسان ہوں، قریب ہے کہ میرے پروردگار کا پیامبر میرے پاس آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں، میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے، چناں چہ اللہ کی کتاب کو لو اور اس کو تھامو، آپ نے اللہ کی کتاب پر عمل کرنے پر ابھارا اور اس کی ترغیب دی، پھر فرمایا: اور میرے گھر والے، میں تم لوگوں کو میرے گھر والوں کے سلسلے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں اپنے گھر والوں کے سلسلے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ حصین (اس حدیث کے ایک راوی) نے ان سے دریافت کیا: زید! آپ کے گھر والے کون ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں آپ کے اہل میں نہیں ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: آپ کی بیویاں آپ کے اہل میں ہیں، لیکن آپ کے گھر والے وہ ہیں جن پر آپ کے انتقال کے بعد صدقہ حرام ہے۔ حصین نے سوال کیا: وہ کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: علی، عقیل، جعفر اور عباس کی اولاد''۔(۲)

۱۔اس کی تفصیلات کے لیے دیکھیے: استجلاب ارتقاء الغرف۔از: سخاوی ۱۲۷

۲۔صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل علی۔حدیث ۲۴۰۸

اس کی اور ایک دلیل یہ ہے کہ عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ سے درخواست کی کہ ان کو صدقے کا ذمے دار بنایا جائے تاکہ ان کو اتنا مال حاصل ہو جائے جس سے وہ اپنی شادی کر سکیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''آلِ محمد کے لیے صدقہ جائز نہیں ہے، یہ لوگوں کی گندگیاں ہے''۔(۱)

اس سے معلوم ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا کی اولاد مثلاً علی، جعفر، عقیل، عباس کی اولاد اور ابولہب کی وہ اولاد جنھوں نے اسلام قبول کیا، عبدالحارث بن عبدالمطلب کی اولاد کی اولاد آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں۔

۱۔ صحیح مسلم: باب ترک استعمال آل النبی علی الصدقۃ۔ حدیث ۱۰۷۲

ازواجِ مطہرات اہلِ بیت ہیں

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِيْنَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (احزاب ۳۲) اور تم اپنے گھروں میں رہو، اور زمانۂ جاہلیت کی طرح نہ پھرو، نمازوں کو قائم کرو، زکوۃ دو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، بلاشبہ اللہ چاہتا ہے کہ، اے گھر والو! تم سے گندگی کو دور کرے اور تم کو پاکیزہ بنا دے۔

اس آیت کے سیاق وسباق سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات بھی آل رسول میں سے ہیں، لیکن اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ازواج کے علاوہ دوسرے لوگ اہل بیت میں سے نہیں ہیں، کیوں کہ اعتبار عمومِ لفظ کا ہوتا ہے، اختصاص کا نہیں۔

حضرت عکرمہ نے اس آیت کے سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ازواج مطہرات کے سلسلے میں نازل ہوئی۔ پھر عکرمہ نے فرمایا: جو چاہے میں اس کے ساتھ مباہلہ (۱) کرنے کے لیے تیار ہوں کہ یہ آیت ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں نازل ہوئی۔(۲)

علامہ ابن قیم نے ازواج مطہرات کے آلِ نبی میں شامل ہونے کی رائے رکھنے

۱۔ مباہلہ یہ ہے کہ کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو دونوں ایک دوسرے کے خلاف بددعا کریں کہ اگر میری بات صحیح ہے تو تم پر اللہ کی لعنت ہو۔ یہ دراصل مسلمانوں اور کافروں کے درمیان کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو کیا جاتا ہے، جیسا کہ نجران کا عیسائی وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے بعد آپ نے ان کو مباہلہ کی دعوت دی تھی، لیکن وہ گھبرا گئے۔

۲۔ سیر أعلام النبلاء ۲/ ۲۰۸، اس کتاب کے محقق نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے

والے کے حق میں دلیل پیش کرتے ہوئے اپنی کتاب ''جلاء الأفهام'' صفحہ نمبر ۳۳۱-۳۳۳ پر یہی رائے پیش کی ہے، وہ فرماتے ہیں: اور خصوصاً ازواجِ نبی ﷺ اس نسب میں شامل ہیں، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کا تعلق اور ربط اٹھایا نہیں گیا ہے، وہ آپ کی زندگی اور آپ کے انتقال کے بعد دوسرے کے لیے حرام ہیں، وہ آپ کی دنیا اور آخرت میں بیویاں ہیں، جو سبب ان کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہے وہ نسب کے قائم مقام ہے، نص سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے ان کے لیے رحم کی دعا فرمائی، اسی وجہ سے صحیح قول یہ ہے جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ان کے لیے صدقہ حرام ہے، کیوں کہ یہ لوگوں کی گندگیاں ہیں، اللہ تعالیٰ نے بلند مقام عطا کر کے اپنے نبی اور آل نبی کو بنو آدم کی تمام گندگیوں سے محفوظ رکھا ہے۔

کیا ہی تعجب کی بات ہے! ازواج مطہرات آپ کے اس فرمان میں داخل ہیں: ''اے اللہ! آل محمد کی روزی بقدرِ کفاف بنا'' (۱) آپ کے اس قول میں بھی شامل ہیں جو قربانی کرتے وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! یہ محمد اور آلِ محمد کی طرف سے ہے'' (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول میں بھی داخل ہیں: ''آلِ رسول اللہ ﷺ کبھی جو کی روٹی سے آسودہ نہیں ہوئے'' (۳) اور اس میں بھی شامل ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو محمد اور آل محمد پر رحم فرما'' (۴) لیکن بڑے تعجب کی بات ہے کہ اس قولِ نبی میں شامل نہیں ہیں: ''صدقہ محمد اور آلِ محمد کے لیے حلال نہیں ہے'' (۵) جب کہ صدقہ لوگوں کی گندگیاں ہیں، کیوں کہ ازواجِ مطہرات اس سے محفوظ رہنے اور اس سے دور رہنے کی زیادہ حق دار ہیں۔

۱۔ مسلم نے ابو ہریرہ سے یہ روایت کی ہے: کتاب الزکاۃ، باب فی الکفاف والقناعۃ۔ حدیث ۱۰۵۵
۲۔ مستدرک حاکم: کتاب التفسیر ۳۵۲۵، حاکم نے کہا ہے کہ یہ سند صحیح ہے۔
۳۔ صحیح بخاری میں اس سے قریب الفاظ کے ساتھ روایت ہے: کتاب الأطعمۃ، باب ما کان النبی وأصحابہ یأکلون حدیث ۵۴۱۶، مسلم: کتاب الزهد والرقائق۔ حدیث ۲۹۷۰
۴۔ صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب إن اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی۔ حدیث ۴۷۹۷
۵۔ صحیح مسلم: ۱۰۷۲

اگر یہ کہا جائے: اگر صدقہ ان پر حرام ہوتا تو ان کے آزاد کردہ غلاموں اور باندیوں پر بھی حرام ہوتا، جس طرح بنو ہاشم کے ساتھ ان کے آزاد کردہ لوگوں پر بھی حرام ہے، یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ باندی بریرہ کو زکوۃ دی گئی تو اس نے کھایا اور نبی کریم ﷺ نے اس کو حرام نہیں بتایا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ازواج مطہرات کے لیے صدقہ اور زکوۃ جائز قرار دینے والوں کی طرف سے یہ ایک شبہہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے، کیوں کہ ازواج مطہرات پر صدقہ حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کے تابع ہیں، ورنہ آپ کے ساتھ زوجیت میں منسلک ہونے سے پہلے ازواج کے لیے صدقہ جائز تھا، اس حیثیت سے وہ اس حرمت میں تابع ہوگئیں، اور آزاد کردہ غلاموں اور باندیوں پر صدقے کی حرمت اپنے آقا کے تابع ہونے کی وجہ سے ہے، چوں کہ بنو ہاشم پر اصلاً صدقہ حرام ہے تو اس میں ان کے آزاد کردہ لوگ بھی شامل ہیں، اور ازواج مطہرات پر تابع ہونے کی وجہ سے حرام ہے، اس لیے ان کے جو تابع آزاد کردہ لوگ ہیں ان پر صدقہ حرام نہیں ہے، کیوں کہ یہ فرع در فرع ہوگیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ''يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ'' (احزاب ۳۰) اے نبی کی بی بیو! جو تم میں سے کوئی کھلا ہوا فحش کام کرے گی تو اس کو دگنا عذاب دیا جائے گا۔

''وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا'' (احزاب ۳۲-۳۴) اور تم ان آیات اور اس حکمت کو یاد رکھو جن کی تمھارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے۔

پھر علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: پس وہ اہلِ بیت میں شامل ہیں، کیوں کہ یہ خطاب ان کے تذکرے کے ضمن میں آیا ہے، اسی لیے ان کو اس میں سے تھوڑا بھی نکالنا جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ یہاں پر علامہ ابن قیم کی بات ختم ہوگئی اور یہ سمجھنے والوں کے لیے کافی ہے۔

آل بیت کے فضائل

آلِ بیت کے بہت سے فضائل اور مناقب ہیں، جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ”إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (احزاب ۳۳) بلاشبہ اللہ چاہتا ہے کہ، اے گھر والو! تم سے گندگی کو دور کرے اور تم کو پاکیزہ بنا دے۔

امام مسلم نے یزید بن حبان سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: میں اور حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلمہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے ان سے کہا: زید! تم نے بہت بھلائی پائی ہے، تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ کی گفتگو سنی، آپ کے ساتھ جنگوں میں شریک رہے اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی، زید! تم نے بہت بھلائی اور خیر پایا ہے، زید! ہم کو وہ سنایئے جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، انھوں نے فرمایا: بھتیجے! اللہ کی قسم! میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور بہت عمر رسیدہ ہو چکا ہوں، اور میں بعض وہ چیزیں بھول گیا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے یاد کی تھی، پس جو میں تم کو بتاؤں، تو اس کو قبول کرو اور جو نہ بتاؤں تو مجھے اس کا مکلّف نہ بناؤ، پھر انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمارے درمیان حما کنویں کے پاس کھڑے ہو کر تقریر کرنے لگے، یہ جگہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے، چناں چہ آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور وعظ ونصیحت کی، پھر فرمایا: امابعد! اے لوگو! میں انسان ہوں، قریب ہے کہ میرے پروردگار کا پیامبر میرے پاس آئے اور اس کی آواز پر لبیک کہوں، میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے، چناں چہ اللہ کی کتاب کو لو اور اس کو تھامو، آپ نے اللہ کی کتاب پر ابھارا اور اس کی ترغیب دی، پھر فرمایا: اور میرے گھر والے، میں تم لوگوں کو میرے گھر والوں کے سلسلے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں اپنے گھر والوں کے سلسلے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ حصین نے ان سے دریافت کیا: زید! آپ

کے گھر والے کون ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں اہلِ بیت میں سے نہیں ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: آپ کی بیویاں اہلِ بیت میں سے ہیں، آپ کے گھر والے وہ ہیں جن پر آپ کے انتقال کے بعد صدقہ حرام ہے۔ حصین نے سوال کیا: وہ کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: علی، عقیل، جعفر اور عباس کی اولاد......“ (۱)

امام بخاری نے ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ نے دریافت کیا: اللہ کے رسول! ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلىٰ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ “اے اللہ! محمد ﷺ پر اور محمد کی ازواج اور ذریت پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، اور محمد اور ان کی ازواج اور ذریت پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم کی آل پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو ہی تمام جہانوں میں تعریف کے لائق اور بڑی بزرگی والا ہے۔ (۲)

اسلام کا سب سے اہم رکن نماز ہے، اس میں اللہ تبارک وتعالی نے ہم پر اہل بیت کے لیے رحمت کی دعا کرنا فرض قرار دیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر سبب اور نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا، سوائے میرے سبب اور میرے نسب کے“۔ (۳)

۱۔ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل علی۔ حدیث ۲۴۰۸

۲۔ صحیح بخاری: کتاب الدعوات، باب هل یصلی علی غیر النبی ﷺ حدیث ۵۹۹۹

۳۔ طبرانی: المعجم الاوسط میں حضرت عمر سے یہ روایت کی ہے۔ ۵۶۰۶، البانی نے ”السلسلۃ الصحیحۃ“ میں عبداللہ بن عباس، عمر بن خطاب، مسور بن مخرمہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے یہ روایت کی ہے۔ ۵/۵۸، حدیث ۲۰۳۶

اہلِ بیت کے سلسلے میں مسلمانوں کا عقیدہ

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خاندانِ بنو ہاشم سب سے بہترین نسب ہے، مومنین میں بنو ہاشم کی محبت رسول اللہ ﷺ کی محبت کے تابع ہے، ان کی محبت واجبی فریضہ ہے، اس پر مسلمان کو اجر ملتا ہے، کیوں کہ انھوں نے اسلام قبول کیا، ان کو شروع میں آپ ﷺ کی پیروی کرنے اور آپ کی رشتے داری کا شرف حاصل ہے، نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں وصیت کی ہے اور ان سے بہتر سلوک کرنے کی ترغیب دی ہے۔

لوگ ان کے بارے میں مختلف طبقات میں بٹے ہوئے ہیں، بعض ان کے بارے میں افراط کرتے ہیں تو دوسرے تفریط سے کام لیتے ہیں، ان کے سلسلے میں سب سے صحیح بات یہ ہے کہ افراط اور تفریط کے بغیر ان کے ساتھ محبت کرنا فرض ہے، یہ اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں سے ہے، کیوں کہ غلو کے دونوں پہلو قابلِ مذمت ہیں، ان میں سے امہات المومنین بھی ہیں جو آپ کی دنیا اور آخرت میں بیویاں ہیں، اگر چہ ان کے بہت سے عظیم فضائل اور مناقب ہیں، لیکن بعض لوگ دوسرے اعتبار سے ان سے بھی افضل پائے جاتے ہیں، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی بھی معصوم نہیں ہے۔

ان کی ولایت اور محبت کے لیے چند شرطیں ہیں، جن میں سے اہم مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ وہ اسلام پر ثابت قدم ہوں، اگر وہ کافر ہیں تو ان سے محبت کرنا اور ان سے دوستی رکھنا جائز نہیں ہے، اگر صرف رشتے داری کافی ہوتی تو ابولہب کے لیے کافی ہوتی۔

۲۔ وہ نبی کریم ﷺ کے طریقے کے پیروکار ہوں، جیسا کہ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''فلاں میرے والد کے رشتے دار میرے دوست نہیں ہیں، میرے

دوست اللہ اور صالح مومنین ہیں''(۱)

عقائد کی کتابوں میں آلِ نبی کی محبت کے ضروری ہونے کے بارے میں علماء کرام نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے، جن میں سے بعض اہم علماء یہ ہیں: امام طحاوی (م ۳۲۱) نے ''العقیدۃ الطحاویۃ''، امام برھانوی (م ۳۲۹)، امام آجری (۳۶۰) نے ''الشریعۃ'' میں، امام اسفرایینی (م ۴۷۱)، امام قحطانی (م ۳۸۷) نے ''النونیۃ القحطانیۃ'' میں، موفق ابن قدامہ مقدسی (م ۶۲۰) نے لمعۃ الاعتقاد میں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م ۷۲۸) نے ''الواسطیۃ'' میں، ابن کثیر دمشقی (م ۷۷۴) نے تفسیر ابن کثیر میں، محمد بن ابراہیم (م ۸۴۰) نے إیثار الحق علی الخلق میں، صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷) نے ''الدین الخالص'' میں اور عبد الرحمٰن بن ناصر سعدی (م ۱۳۷۶) نے ''التنبیہات اللطیفۃ'' میں اور ان کے علاوہ دوسرے اکابر علماء نے یہی رائے پیش کی ہے۔(۲)

۱۔ صحیح مسلم: کتاب الإیمان باب موالاۃ المؤمنین، حدیث ۲۱۵

۲۔ استجلاب ارتقاء الغرف ۱۶۵۔ ۱۷۸، تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ

صحابہ کون ہیں؟

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس سلسلہ میں سب سے صحیح بات جس سے میں واقف ہوا ہوں وہ یہ ہے کہ صحابی وہ ہے جس کی حالتِ ایمان میں نبی ﷺ کے ساتھ ملاقات ہوئی ہو اور اسلام ہی پر اس کا انتقال ہوا ہو۔(۱)

اسی بنیاد پر آلِ بیت میں سے جن کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملاقات ہوئی اور انھوں نے اسلام قبول کیا وہ بھی صحابہ ہیں، اسی وجہ سے بہت سی کتابوں میں آلِ بیت کا تذکرہ صحابہ کے تذکرے کے ساتھ ہی ہے، ان میں آلِ بیت کو الگ سے بیان نہیں کیا گیا ہے۔

صحابہ کے فضائل

صحابہ کی فضیلت کی بہت سی دلیلیں ہیں، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

”كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ “(آل عمران ۱۱۰) تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی نفع رسانی کے لیے نکالی گئی ہو۔ اگر صحابہ اس آیت میں لوگوں میں بدرجۂ اولی شامل نہیں ہیں تو پھر کون شامل ہوں گے؟

”وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا “(سورہ بقرہ ۱۴۳) اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ وسط بنایا۔ وسط کے معنی بہترین لوگ ہیں، صحابہ کرام جن میں سے اہلِ بیت بھی ہیں، اس آیت میں داخل ہونے کے امت میں سب سے زیادہ حق دار ہیں۔

”لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا “۔(سورہ فتح ۱۸) اللہ تعالی

۱۔ الاصابۃ ص ۸

مومنین سے راضی ہو گیا جب وہ آپ کے ہاتھوں پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے، پس ان کے دلوں کی بات اس نے جان لی، جس کی وجہ سے ان پر سکینت کو نازل فرمایا اور ان کو بدلے میں قریبی فتح عطا کی۔

اللہ تعالی کی خوشنودی بہت بڑی چیز ہے، جس سے اللہ راضی ہو جاتا ہے وہ خوشنودی کا مستحق بن جاتا ہے، پھر اللہ اس پر کبھی بھی ناراض نہیں ہوتا۔

”وَالسَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ “(سورہ توبہ ۱۰۰) اور جو سابقین اولین مہاجرین اور انصار ہیں اور جنھوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہو گیا۔

”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ “(سورہ انفال ۶۴) اے نبی! آپ کے لیے اللہ اور مومنین میں سے آپ کی اتباع کرنے والے کافی ہیں۔

”لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ “(سورہ حشر ۸) اس مال کے حقدار مہاجرین فقراء ہیں جن کو ان کے گھروں اور مالوں سے نکال دیا گیا، وہ اللہ کے احسان اور رضامندی کی تلاش میں ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، وہی لوگ سچے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی نے خبر دی ہے کہ وہ سچے ہیں، سچائی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ منافق نہیں ہیں۔

اگر اللہ تعالی کی طرف سے ان لوگوں کے سچا ہونے کی خبر دی بھی نہیں جاتی تو ان کی فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ انھوں نے ہجرت کی، اللہ کے رسول کی مدد کی، اپنی جانوں اور مال و دولت کو قربان کر دیا، اپنے باپوں اور بچوں کو قتل کر دیا، دین کے بارے میں ایک دوسرے کو نصیحت کی، ان کا ایمان کامل تھا اور ان کو یقین کی صفت حاصل تھی۔

حدیث نبوی میں وارد صحابہ کے فضائل

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ساتھیوں کے سلسلے میں اللہ کا میں حوالہ دیتا ہوں، میرے ساتھیوں کے سلسلے میں اللہ کا میں حوالہ دیتا ہوں، میرے بعد تم ان کو نشانہ نہ بناؤ، ان سے محبت درحقیقت مجھ سے محبت کا نتیجہ ہے اور ان سے بغض مجھ سے بغض کی وجہ سے ہے، اور جو ان کو تکلیف دے گا تو اس نے مجھے تکلیف دی، اور جس نے مجھے تکلیف دی، اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف دی تو قریب ہے کہ اللہ اس کو پکڑ لے''۔(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرے ساتھیوں کو گالی مت دو، میرے ساتھیوں کو گالی مت دو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے ایک مد(۲) کے برابر نہیں پہنچ سکتا اور نہ نصف مد کے برابر''۔(۳)

تواتر سے یہ روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہترین لوگ میری صدی کے ہیں پھر جو ان کے بعد ہیں......''(۴)

بہز بن حکیم اپنے والد اور وہ بہز کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا: ''سن لو! تمھیں ستر قومیں ملیں گی، جن میں سے

۱۔ سنن ترمذی: باب فیمن سب اصحاب النبی، حدیث ۳۸۶۲، امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے، بعض نسخوں میں حسن غریب ہے، حدیث غریب کی تعریف یہ ہے کہ اس کو صرف ایک راوی نے روایت کیا ہو، صحیح ابن حبان: ۶۲۵۶، اس کی سند میں ضعف ہے۔

۲۔ ایک مد چھ سو گرام کے برابر ہوتا ہے ''مترجم''۔

۳۔ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ، باب تحریم سب الصحابۃ رضی اللہ عنہم، حدیث ۲۵۴۰

۴۔ صحیح بخاری: کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ باب فضائل أصحاب النبی ﷺ ورضی اللہ عنہم، حدیث ۳۶۵۰، صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل الصحابۃ ثم الذین یلونھم، حدیث ۲۵۳۳

اللہ کے نزدیک سب سے بہتر اور باعزت تم ہو''۔(۱)

خیر المرسلین ﷺ کے اصحاب کے سلسلے میں مسلمانوں کا عقیدہ

مذکورہ بالا دلیلوں اور ان کے علاوہ دوسری قرآنی اور نبوی دلیلوں کی بنیاد پر خیر المرسلین ﷺ کے ساتھیوں رضی اللہ عنہم کے سلسلے میں مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کے بعد وہ سب سے بہتر انسان ہیں۔

''مسلمان، رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد صحابہ کے انتخاب کی وجہ سے حضرت ابو بکر کو، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد ان کی طرف سے حضرت عمر کو خلیفہ بنانے کی وجہ سے عمر کو، پھر حضرت عمر کے حکم سے قائم کردہ اہلِ شوری اور تمام مسلمانوں کے اتفاق سے حضرت عثمان کو پھر بدری صحابہ حضرت عمار بن یاسر، سہل بن حنیف اور ان کے علاوہ دوسرے اہل فضل صحابہ کی بیعت کی وجہ سے حضرت علی کو خلیفہ تسلیم کرتے ہیں۔

اور اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ مندرجہ ذیل آیتوں کی وجہ سے صحابہ کی افضلیت کے قائل ہیں، اللہ تعالی فرماتا ہے: ''لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ'' (سورہ فتح ۱۸) اللہ مومنین سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تمھارے ہاتھوں پر بیعت کر رہے تھے۔ اللہ کا دوسری جگہ ارشاد ہے: ''وَالسَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدًا، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ'' (سورہ توبہ ۱۰۰) اور جو سابقین اولین مہاجرین اور انصار ہیں اور جنھوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے، اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

۱۔ مسند امام احمد: ۲۰۰۲۱، شیخ شعیب ارناؤوط نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے

جس کے بارے میں اللہ نے کہہ دیا کہ اللہ اس سے راضی ہے تو ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اللہ کی ناراضگی کا مستحق بن جائے، اور اللہ نے تابعین کو اپنی رضا میں اسی شرط کے ساتھ شامل کیا ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ صحابہ کی پیروی کریں، ان کے بعد جو بھی تابعی ان کی عزت کو کم کرے گا وہ مخلص نہیں ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اس آیت کے مصداق میں شامل نہیں ہے"۔(۱)

صحابہ کرام کے سلسلے میں حسن بصری کی بات کیا خوب ہے، یہ بات انھوں نے اس وقت کہی جب ان سے صحابہ کی جنگ کے بارے میں دریافت کیا گیا: وہ جنگ جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی شریک ہوئے اور ہم غائب رہے، انھوں نے علم حاصل کیا اور ہم لاعلم رہے، وہ متفق ہوئے اور ہم نے پیروی کی، اور انھوں نے اختلاف کیا اور ہم نے توقف کیا

سلف صالحین کا مسلک یہ ہے کہ خلافتِ علی کے دور میں ہونے والے فتنے کے سلسلے میں ہم خاموش رہیں، انھوں نے کہا ہے کہ وہ ایسے خون ہیں جن سے ہمارے ہاتھوں کو اللہ نے پاک کیا ہے تو ہم اپنی زبانوں کو اس سے ملوث نہ کریں۔ (عون المعبود ۱۲/۲۷۴)

اور ہمارے لیے ان میں بہترین نمونہ ہے:: "وَلَاتَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ" (سورہ حشر۱۰) (اور ہمارے دلوں میں ان کی دشمنی نہ رکھ جو ایمان لا چکے ہیں، اے ہمارے پروردگار! تو بڑا شفیق اور نہایت مہربان ہے)

۱۔ اعتقاد ائمۃ الحدیث۔ از: ابوبکر اسماعیلی ۱/۱۷، اس کی تفصیلات کے دیکھیے: لمعۃ الاعتقاد۔ از: ابن قدامہ مقدسی ۱/۱۷۱، شرح العقیدۃ الطحاویۃ، از: ابن ابی العز ۱/ ۴۸۵، وغیرہ دوسری کتابیں

بعض وہ اہلِ بیت جن کو صحبت و رشتے داری دونوں شرف حاصل ہیں

مردوں میں مندرجہ ذیل صحابہ ہیں: عباس، حمزہ، جعفر، علی، حسن، حسین، عبداللہ بن جعفر، محمد بن جعفر، ابوسفیان، نوفل، ربیعہ، عبیدہ بنو الحارث بن عبدالمطلب، عباس بن عبد المطلب اور عقیل بن ابوطالب کی اولاد رضی اللہ عنہم اجمعین، عورتوں میں مندرجہ ذیل افراد ہیں: آپ کی بیٹیاں: فاطمہ، رقیہ، ام کلثوم، زینب، آپ کی نواسیاں ام کلثوم بنت علی، زینب بنت علی، آپ کی ازواج مطہرات: خدیجہ، سودہ، عائشہ، حفصہ، زینب بنت خزیمہ، ام سلمہ ہند بنت ابوامیہ، زینب بنت جحش، جویریہ، ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان، صفیہ بنت حیی بن اخطب، میمونہ بنت حارث، آپ کی پھوپیاں: صفیہ، اروی، عاتکہ، آپ کی چچازاد بہنیں: ام ہانی بنت ابوطالب، درہ بنت ابولہب وغیرہ رضی اللہ عنہن اجمعین۔

دوسرا باب

اہلِ بیت
اصحابِ رسول کے ثناخواں

اہل بیت، اصحاب رسول کے ثناخواں

اللہ تعالی نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام بندوں کے دلوں میں محمد ﷺ کا دل سب سے بہترین پایا، پس ان کو اپنے لیے منتخب کیا اور اپنا پیغام دے کر مبعوث کیا، پھر محمد ﷺ کے دل کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا تو اصحاب رسول کے دلوں کو تمام بندوں کے دلوں میں بہترین پایا، پس ان کو اپنے نبی کے لیے وزیر بنایا، جو آپ کے دین کے خاطر جنگ کرتے ہیں۔(۱)

اللہ رب العزت نے آسمانوں کے اوپر سے ان کی تعریف کی ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ”وَالسَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدًا، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ “(سورہ توبہ ۱۰۰) اور جو سابقین اولین مہاجرین اور انصار ہیں اور جنھوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے، اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں صراحت ہے کہ اللہ مہاجرین، انصار اور ان تابعین سے راضی ہوگیا جو صحابہ کی اخلاص کے ساتھ پیروی کریں، اور اللہ نے ان کو عظیم کامیابی اور جنتوں میں ہمیشہ

۱۔ یہ قول عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بعضوں نے اس کو نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے، یہ قول مسند امام احمد میں ہے، حدیث ۳۶۰۰، عجلونی نے ”کشف الخفاء“ میں موقوف روایت کو حسن کہا ہے اور البانی نے بھی ”شرح العقیدۃ الطحاویۃ“ میں اس کو حسن کہا ہے

ہمیش رہنے کی بشارت دی ہے۔

اللہ کی اس خوشنودی کے بعد کون سی زبان ان کی لعنت کرسکتی ہے اور ان کا برا تذکرہ کرسکتی ہے؟! کون سا ضمیر ایسا ہے جو ان کو گالی دے اور ان کا مذاق اڑانے اور ان کی طعن وتشنیع کرنے میں اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرے، جب کہ اللہ نے صحابہ سے وعدہ کیا ہے، جو وعدہ خلافی نہیں کرتا کہ وہ دنیا سے جانے کے بعد ایسی جنتوں میں پہنچیں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور وہ کامیاب لوگوں میں سے ہیں؟!

کہنے والے نے سچ کہا ہے: ''مرتبہ والوں کا مرتبہ وہی لوگ جانتے ہیں جو خود بھی مرتبہ والے ہوں''، اسی وجہ سے اہلِ بیتِ رسول ﷺ اللہ کے نزدیک اور رسول اللہ ﷺ کے پاس صحابہ کی قدر دانی اور مقام ومرتبے کو سب سے پہلے جاننے والے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ صحابہ کی تعریف میں رطب اللسان

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، وہ اپنے دینی بھائیوں کے حالات سے باخبر ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا وصف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''میں نے محمد ﷺ کے ساتھیوں کو دیکھا ہے، پس میں نے تم میں سے کسی کو ان کے مشابہ نہیں دیکھا، وہ اس حال میں صبح کرتے تھے کہ غبار آلود اور بکھرے بالوں والے ہوتے، جب کہ وہ رات سجدوں اور قیام کی حالت میں گزار چکے ہوتے تھے، چنگاری پر کھڑے ہونے کی طرح اپنی آخرت کی یاد میں کھڑے رہتے، ان کے لمبے لمبے سجدوں کی وجہ سے گویا ان کی آنکھوں کے سامنے بکری کی پنڈلی رہتی (۱) جب اللہ کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں بہہ پڑتیں یہاں تک کہ ان کی گردنیں بھی بھیگ جاتیں، سخت آندھی کے موقع پر درختوں کے پھیلنے کی طرح یہ بھی عذاب کے خوف اور ثواب کی امید میں پھیل جاتے''۔ (۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے بھلائی ہے جس نے مجھے دیکھا، یا اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا، یا اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا'' (۳) جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے والے (جو صحبت رسول کی سب سے کم صورت ہے) بلکہ ان کو دیکھنے والے، بلکہ اس شخص کو دیکھنے والے کو دیکھے جو آپ کے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھے، اس کی یہ عظیم فضیلت ہے تو ہم اس نسل کے خلاف کیسے جرات کرسکتے ہیں جس کا تزکیہ اللہ اور اس

۱۔ گویا ان کی آنکھوں کے سامنے کھر درا جسم ہوتا جو ان کی آنکھوں میں گھومتا رہتا جو ان کو نیند اور آرام سے روک دیتا تھا
۲۔ نہج البلاغۃ ۱۴۳۔ ومن کلام رضی اللہ عنہ فی وصف بنی امیۃ وحال الناس فی دولتھم
۳۔ بحار الانوار للمجلسی ۲۲/۳۱۳، امالی ابن الشیخ ۲۸۱۔۲۸۲

کے رسول ﷺ کی طرف سے کیا گیا ہے۔

حضرت علی نے اپنے اور نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں کے حالات اور دشمنوں کے خلاف ان سبھوں کی بہادری کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ہم اپنے باپوں، بچوں، بھائیوں اور چچاؤوں کو قتل کر رہے تھے، اس سے ہمارے ایمان، فرمانبرداری، صحیح راستے پر چلنے، تکلیف برداشت کرنے کی قوت اور دشمن کے مقابلے کی جدوجہد میں اضافہ ہی ہوتا تھا، ہم میں سے ایک فرد اور دوسرا ہمارے دشمنوں کا فرد: ایک دوسرے سے دو بیل کے جھگڑنے کی طرح جھگڑتے تھے، دونوں اس تاک میں رہتے تھے کہ ہم میں سے کون دوسرے کو موت کی نیند سلانے میں کامیاب ہو جاتا ہے، کبھی ہمارا آدمی مارا جاتا اور کبھی دشمنوں کا آدمی مارا جاتا، جب اللہ نے دشمنوں کے خلاف جہاد میں ہمارے اخلاص کو دیکھا تو اس نے ہمارے دشمنوں پر شکست اور ہم پر فتح نازل کی، یہاں تک کہ اسلام مکمل طور پر مستحکم ہو گیا، اور اس کے پاؤں جم گئے، میری زندگی کی قسم! اگر ہم وہ کرتے جو تم نے کیا ہے تو دین کا کوئی ستون مستحکم نہیں ہوتا اور ایمان کی کوئی ٹہنی شاداب نہیں رہتی، اللہ کی قسم! تم دودھ کی خون دوہتے اور تم نادم وشرمسار ہوتے'' (۱)

روم کے خلاف جنگ کرنے کے سلسلے میں جب حضرت عمر نے حضرت علی سے مشورہ کیا تو حضرت علی نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اگر آپ اس دشمن کے خلاف جنگ کرنے کے لیے خود جائیں گے تو ان کے خلاف جنگ کرتے ہوئے آپ کو حادثہ پیش آ سکتا ہے، اس صورت میں مسلمانوں کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں رہے گی، آپ کے بعد کوئی مرجع نہیں رہے گا جس کی طرف وہ رجوع کریں، چناں چہ آپ ان کے خلاف جنگ کرنے کے لیے جنگوں کے تجربہ کار کسی دوسرے شخص کو روانہ کیجیے، اور اس کے ساتھ جنگوں میں مہارت رکھنے والوں اور خیر خواہوں کو بھیج دیجیے، اگر اللہ فتح سے ہمکنار کرے تو یہی آپ

۱۔ نہج البلاغۃ ۱۰۵، من کلام لہ رضی اللہ عنہ فی وصف حربھم علی عھد رسول اللہ ﷺ

کی خواہش ہے، اگر شکست ہوگی تو آپ لوگوں کے لیے جائے پناہ ہوں گے اور مسلمانوں کے مرجع رہیں گے''۔(۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد ان کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''کیا ہی خوب کارنامہ انجام دیا ہے، انھوں نے کجی کو درست کیا، بیماری کی دوا کرنے کی سنت قائم کی، اور فتنے کو دور کر دیا! پاک وصاف اور کم عیب لے کر دنیا سے گئے، دنیا کی بھلائی کو حاصل کیا اور اس کی برائی پر سبقت کر گئے، اللہ کی کامل اطاعت کی اور اللہ کے حق کے مطابق اس کا تقوی اختیار کیا، اس حال میں کوچ کیا کہ لوگ مختلف راستوں پر ہیں، جہاں گمراہ کو ہدایت نہیں ملتی اور ہدایت یافتہ کو یقین نہیں ہوتا''۔(۲)

حضرت علی بن ابو طالب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی ہے اور فرمایا ہے:

''اور لوگوں کا ایک خلیفہ بنا جس نے ان کو درست کیا اور خود بھی درست رہا، یہاں تک کہ دین کو بلندی (جران) تک پہنچایا''۔

ابن ابی حدید کہتے ہیں کہ ''جران'' گردن کے اگلے حصے کو کہتے ہیں اور یہ خلیفہ عمر بن خطاب ہیں''۔(۳)

امام احمد نے محمد بن حاطب سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت علی کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''جو لوگ جنت کے حصول میں ہم سے سبقت کر گئے ان میں سے عثمان بھی ہیں''۔(۴)

محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ عائشہ مقامِ مربد میں عثمان کے قاتلوں پر بددعا کر رہی ہیں تو آپ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا یہاں تک کہ چہرے تک لے گئے اور فرمایا: ''میں اونچی اور نیچی زمین میں یعنی ہر جگہ عثمان

۱۔ نہج البلاغۃ، خطاب نمبر ۱۳۴، من کلام لہ رضی اللہ عنہ وقد شاورہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی الخروج إلی غزوۃ الروم

۲۔ نہج البلاغۃ ۲۲۲، من کلام لہ رضی اللہ عنہ فی الثناء علی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

۳۔ شرح نہج البلاغۃ لابن ابی حدید ۳/۱۲

۴۔ فضائل الصحابۃ حدیث ۷۷۱، اس کتاب کے محقق نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے

کے قاتلوں پر لعنت کرتا ہوں۔ آپ نے یہ بات دو یا تین مرتبہ کہی'' (۱)

حضرت عمر اور حضرت علی کے درمیان گہرے تعلقات پر دلالت کرنے والی اس سے بڑھ کر کوئی بات نہیں ہے کہ حضرت علی نے اپنی دختر ام کلثوم کی شادی حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ کر دی، جیسا کہ تراجم، تاریخ، سیرت، حدیث اور فقہ کی کتابوں میں یہ روایت ہے۔ (۲)

تاریخی کتابوں کے مطابق حضرت علی بن ابو طالب کے قریبی ساتھی مالک اشتر نخعی (۳) شیخین حضرت ابو بکر و عمر کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہیں: ''اما بعد! اللہ تبارک وتعالی نے اس امت کو رسول اللہ ﷺ کے ذریعے عزت سے سرفراز کیا، پس انھوں نے امت کو مجتمع کیا اور لوگوں پر غالب کیا، جب تک اللہ نے چاہا آپ ﷺ زندہ رہے، پھر اللہ عزوجل نے ان کو اپنی خوشنودی اور اپنی جنتوں کی طرف منتقل کیا، پھر آپ کے بعد صالح لوگ خلیفہ بنے جنھوں نے اللہ کی کتاب اور محمد ﷺ کی سنت پر عمل کیا، اللہ ان کو بہترین اعمال کا بدلہ عطا فرمائے'' (۴)

دوسرے خطاب میں وہ کہتے ہیں: ''اے لوگو! اللہ تبارک وتعالی نے تم میں اپنے رسول محمد ﷺ کو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور آپ پر کتاب نازل فرمائی، جس میں حلال وحرام اور فرائض اور سنتیں ہیں، آپ نے اپنی ذمے داری ادا کی، پھر ابو بکر کو لوگوں کا خلیفہ بنایا، انھوں نے آپ ﷺ کی راہ چلی اور آپ کے طریقے کو اپنایا، ابو بکر نے عمر کو خلیفہ بنایا، تو انھوں نے بھی اسی طرح کیا'' (۵)

۱۔ فضائل الصحابۃ حدیث ۷۳۲، محقق نے اس روایت کو صحیح کہا ہے

۲۔ اس شادی سے ان جھوٹی روایتوں کا بطلان ہوتا ہے کہ عمر بن خطاب نے حضرت فاطمہ بنت محمد کو لات ماری، جس کی وجہ سے ان کا حمل گر گیا! فرض کر لو کہ ایک شخص نے تمھاری بیوی کو مارا اور وہ آپ کی بیوی کو قتل کرنے کا سبب بنا اور آپ کے بچے کو مار ڈالنے کا ذریعہ بنا، کیا تم اسی کی شادی اپنی بیٹی کے ساتھ کرو گے؟! کیا تم اس کو اپنا سسرالی رشتے دار بنانے پر راضی ہو جاؤ گے؟! بلکہ اپنے ایک بچے کا نام اسی کے نام پر رکھو گے!۔ اس تاریخی حقیقت سے واقف ہونے کے لیے رجوع کیجیے: زواج عمر بن الخطاب من أم کلثوم بنت علی بن ابی طالب۔ حقیقۃ لا افتراء۔ از: سید احمد ابراہیم ''ابو معاذ اسماعیلی۔

۳۔ مالک اشتر نخعی: وہ مالک بن حارث اشتر نخعی ہیں، شیخ عباس قمی کے مطابق نخع یمن کے علاقے مذحج کا بہت بڑا قبیلہ ہے، اور نخع کا نام جسر بن عمرو بن علہ بن جلد بن مالک بن ادد ہے، الکنی والألقاب ۳/۲۴۴۔

۴۔ الفتوح۔ از: ابن اعثم ۱/۳۸۵ ۵۔ الفتوح: از: ابن اعثم ۱/۳۹۶

عبداللہ بن عباس ؓ صحابہ کے ثنا خواں

یہ امت کے سب سے بڑے عالم اور ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے بارے میں فرماتے ہیں: اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد ﷺ ایسے ساتھی عطا فرمائے جنھوں نے آپ کو اپنی جانوں اور مالوں پر ترجیح دی، اور ہر حال میں آپ کے خاطر اپنی جانوں کی بازی لگا دی، اور اللہ نے اپنی کتاب میں ان کا وصف یوں بیان کیا ہے: ''مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهِ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا'' (سورہ فتح ۲۹) محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بڑے سخت اور آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے ہیں، تم ان کو رکوع اور سجدے کی حالت میں دیکھو گے کہ وہ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش میں ہیں، سجدے کے اثر کی وجہ سے ان کے چہروں پر ان کے آثار نمایاں ہیں، تورات میں یہ ان کا وصف بیان کیا گیا ہے، اور انجیل میں ان کا وصف یہ ہے کہ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی، پھر اس نے اس کو طاقت ور کیا، پھر وہ اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، تاکہ ان کے ذریعے کافروں کو جلا دے، اللہ نے ان میں سے ان لوگوں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے جو ایمان لے آئے اور جنھوں نے نیک اعمال کیے۔

انھوں نے دین کے ستونوں کو بلند کیا اور مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کی، یہاں

تک کہ دین کے راستے ہموار ہوگئے اور اس کے اسباب طاقت ور ہوگئے اور اللہ کی نعمتیں ظاہر ہوگئیں، اس کا دین مستحکم ہوگیا اور اس کی نشانیاں نمایاں ہوگئی، اللہ نے ان کے ذریعے شرک کو ذلیل کیا، اس کے سرداروں کو ختم کیا اور اس کے ستونوں کو مٹادیا، اور اللہ کا دین سر بلند ہوگیا، اور کافروں کا دین مٹی میں مل گیا، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ان پاک نفوس اور صاف وبلند روحوں پر، وہ اپنی زندگی میں اللہ کے ولی تھے، اور مرنے کے بعد زندہ تھے، اور اللہ کے بندوں کے لیے خیر خواہ تھے، مرنے سے پہلے انھوں نے آخرت کا سفر کیا اور دنیا سے اس حال میں نکلے کہ وہ دنیا سے دور تھے‘‘۔(۱)

یہ اوصاف وصفات جن کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے وہ سب صحابہ کے مناقب وفضائل اور ان کی بہترین تعریف ہے جس کا تذکرہ ان کے انتقال کے بعد آج تک ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا، صحابہ ویسے ہی تھے جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کا وصف بیان کیا ہے، اللہ تعالی نے اپنے نبی کی صحبت کے لیے ان کو منتخب کیا اور ان کو صحبتِ نبوی کی عزت سے سرفراز کیا، اور انھوں نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں پر آپ ﷺ کو ترجیح دی، دین اسلامی کے ستونوں کو قائم کیا، اور امت کو نصیحت کی، اور اسلام کو پھیلانے اور اس کے ستونوں کو مضبوط کرنے میں جدوجہد کی، یہاں تک کہ زمین میں دین مستحکم ہوگیا، اللہ نے ان کے ذریعے شرک اور مشرکین کو ذلیل کیا اور اس کے سرداروں کو ختم کردیا اور اس کے ستونوں کو مٹادیا اور ان کے ذریعے اللہ نے دین کو سر بلند کیا اور باطل کو تباہ کردیا، اسی وجہ سے ان کے نفوس پاکیزہ اور ان کی روحیں پاک تھیں، وہ اس دنیوی زندگی میں اللہ کے ولی تھے، اور اللہ ان سب سے راضی تھا۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’اللہ ابو عمرو پر رحم فرمائے! اللہ کی قسم! وہ سب سے باعزت مددگار تھے اور نیک کاروں میں سب سے افضل تھے، راتوں کو بہت زیادہ عبادت کرنے والے، آگ کے تذکرے پر بہت زیادہ

۱۔مروج الذہب ومعادن الجوھر ۳/۷۵

آنسو بہانے والے، ہر نیک کام کی طرف بہت زیادہ لپکنے والے اور ہر نیکی کی طرف سبقت کرنے والے تھے، وہ محبوب، خوددار، وفا شعار، تنگی کے لشکر کا تعاون کرنے والے اور رسول اللہ ﷺ کے داماد تھے‘‘۔(۱)

جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ’’اللہ کی قسم! ان کے ساتھ بہت زیادہ علم دفن ہوگیا‘‘۔(۲)

۱۔مروج الذہب ومعادن الجوھر ۳/۷۵

۲۔فضائل الصحابۃ: احمد بن حنبل، حدیث ۱۸۷۳، محقق نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے، اور اس روایت کے بہت سے طرق ہیں

امام علی بن حسین رضی اللہ عنہ صحابہ کے ثنا خواں

امام علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور ان کے حق میں رحمت اور مغفرت کی دعا کیا کرتے تھے، کیوں کہ انھوں نے توحید کی دعوت کو عام کرنے اور اللہ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے میں سید البشر حضرت محمد ﷺ کا تعاون کیا تھا، وہ فرماتے ہیں: ''پس اے اللہ! تو اپنی طرف سے ان کی مغفرت فرما اور ان سے راضی ہوجا، اے اللہ! خصوصیت کے ساتھ محمد ﷺ کے اصحاب سے، جنھوں نے صحبت کا بہترین حق ادا کیا اور آپ کی مدد میں کارہائے نمایاں انجام دیے، آپ کا تعان کیا، اور آپ کی صحبت اختیار کرنے میں جلدی کی اور آپ کی دعوت قبول کرنے میں سبقت کی، اور جہاں آپ نے اپنے پیغام کی دلیل ان کو سنائی وہیں قبول کیا، آپ کے دین کو غالب کرنے کے لیے بیوی اور بچوں کو چھوڑ دیا، آپ کی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے باپ اور بچوں کے خلاف جنگ کی، اور آپ کے ذریعے وہ غالب آگئے، اور جو آپ کی محبت سے سرشار ہیں، آپ کی محبت ومودت میں نہ ختم ہونے والی تجارت کے امیدوار ہیں، اور جن لوگوں کو خاندان والوں نے چھوڑ دیا جب انھوں نے آپ کی رسی کو تھام لیا، اور ان سے رشتے داریاں ختم ہوگئی جب انھوں نے آپ کی رشتے کے سایے میں آگئے، اے اللہ! جو انھوں نے تیرے لیے اور تیرے راستے میں چھوڑا، اور ان کو تو اپنی خوشنودی سے راضی فرما، اور تیرے راستے میں اپنے گھروں کو چھوڑنے، معاش کی کشادگی سے تنگی کی طرف آنے، اور تیرے دین کو معزز کرنے کے لیے کثرت سے قلت میں آنے کی قدر دانی فرما، اے اللہ! ان لوگوں کو بھی بہترین بدلہ عطا فرما جو ان کی اخلاص کے ساتھ اتباع کرنے والے ہیں جو کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ایمان

میں ہم پر سبقت لے گئے، جنھوں نے صحابہ کی سمت کا رخ کیا اور ان کی جہت کو تلاش کیا، اگر وہ ان کے راستے پر چلیں گے تو صحابہ کی بصیرت میں ان کو کوئی شک وشبہ نہیں ہوگا، اور صحابہ کی پیروی کرنے اور ان کے نور کی ہدایت کی اقتدا کرنے میں کوئی شک نہیں آئے گا، ان کا تعاون کریں گے اور ان کے دین کو اختیار کریں گے اور ان کے راستے پر چلیں گے، ان سے متفق ہوں گے اور ان تک صحابہ کی طرف سے پہنچانے والی چیزوں میں ان کو متہم نہیں کریں گے''۔(۱)

امام علی بن حسین ہی سے روایت ہے کہ جب بعض لوگوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان کے سلسلے میں کچھ کہا، جب وہ فارغ ہوگئے تو آپ نے کہا: کیا تم مجھے نہیں بتاؤ گے کہ کیا تم وہ ہو جن کا تذکرہ اس آیت میں ہے: ''لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ '' (سورہ حشر ۸) (ان حاجت مند مہاجرین کا حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے جدا کردیے گئے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل اور رضامندی کے طالب ہیں، اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، وہی لوگ سچے ہیں) لوگوں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: کیا تم اس آیت سے مراد ہو: ''اَلَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ '' (سورہ حشر ۹) (اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو ان سے پہلے دار الاسلام یعنی مدینہ میں رہائش پذیر ہیں اور ایمان لائے ہیں، جو اپنی طرف ہجرت کرکے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو ملتا ہے اُس سے یہ اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے، اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں چاہے ان پر فاقہ کشی ہو، اور جس شخص کو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا وہی لوگ کامیاب ہیں)

۱۔ الصحیفۃ السجادیۃ الکاملۃ لزین العابدین ۱۳

لوگوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی نہیں ہو جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ”وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَاتَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ“ (سورہ حشر ۱۰) اور جو لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہماری اور ہم سے پہلے ایمان لانے والے ہمارے بھائیوں کی مغفرت فرما۔ اور ہمارے دلوں میں ان کی دشمنی نہ رکھ جو ایمان لا چکے ہیں، اے ہمارے پروردگار! تو بڑا شفیق اور نہایت مہربان ہے۔

ابوحازم مدنی نے کہا ہے: میں نے بنو ہاشم میں علی بن حسین سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا، میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا جب ان سے سوال کیا گیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوبکر اور عمر کا کیا مرتبہ تھا؟ انھوں نے اپنے ہاتھ سے قبرِ رسول کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا: اب جو ان کا آپ کے پاس مقام ہے۔(۱)

۱۔ سیر أعلام النبلاء ۴/۳۹۴

امام محمد باقرؒ صحابہ کے ثنا خواں

ابن سعد نے بسام صیرفی سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: میں نے ابوجعفر سے ابوبکر اور عمر کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور ان کے حق میں مغفرت کی دعا کرتا ہوں، میں نے اپنے گھر والوں میں سے ہر ایک کو ان دونوں سے محبت کرتے ہوئے دیکھا ہے“۔(۱)

ان کا یہ قول ہے: ”بنو فاطمہ اس بات پر متفق ہیں کہ وہ ابوبکر اور عمر کے سلسلے میں سب سے بہترین بات کہتے ہیں“۔(۲)

عروہ بن عبداللہ نے ان سے تلواروں کو آراستہ کرنے کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے کہا: کوئی حرج نہیں ہے، ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار کو آراستہ کیا ہے۔ میں نے کہا: آپ ان کو صدیق کہہ رہے ہیں؟ وہ کود کر کھڑے ہو گئے اور قبلہ رخ ہو کر فرمایا: جی ہاں، صدیق، جی ہاں، صدیق۔ جو ان کو صدیق نہ کہے تو اللہ دنیا اور آخرت میں اس کی کسی بات کی تصدیق نہیں کرے گا“۔(۳)

امام باقر سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: تلواریں سونتی نہیں گئیں، نماز اور جنگ کے لیے صفیں درست نہیں کی گئیں، نہ اذان پکاری گئی اور نہ اللہ نے ”یا أیہا الذین آمنوا“ کے الفاظ نازل فرمائے، مگر اسی وقت جب اوس اور خزرج والوں نے اسلام قبول کیا۔ یعنی ان کے اسلام لانے کے بعد ہی دین سر بلند ہوا۔(۴)

۱۔ طبقات ابن سعد ۵/۳۲۱ ۲۔ سیر أعلام النبلاء ۴/۴۰۶

۳۔ سیر أعلام النبلاء ۴/۴۰۸

۴۔ بحار الأنوار ۲۲/۳۱۲

جابر جعفی فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن علی نے کہا: جابر! مجھے معلوم ہوا ہے کہ عراق میں بعض لوگ ہماری محبت کا دعوی کرتے ہیں اور ابوبکر وعمر کو گالیاں دیتے ہیں، ان لوگوں کا دعوی ہے کہ میں نے ان کو اس کا حکم دیا ہے، میری طرف سے ان کو یہ بات پہنچا دو کہ میں اللہ کے یہاں ان سے بری ہوں، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد (میری) کی جان ہے، اگر مجھے ذمے دار بنایا جائے تو میں ان کا خون کر کے اللہ کا تقرب حاصل کروں گا، اگر میں ابوبکر وعمر کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا نہ کروں تو مجھے محمد ﷺ کی سفارش نہ ہو“، انھوں نے یہ بھی کہا: ”جس نے ابوبکر اور عمر کی فضیلت نہیں جانی وہ سنت سے ناواقف ہے“۔(۱)

۱۔البدایۃ والنھایۃ ۹/۲۱۱

امام زید بن علی بن حسینؒ صحابہ کے ثناخواں

ہاشم بن برید نے زید بن علی بن حسین سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ شکر بجالانے والوں کے امام تھے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ”وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِينَ “(اور اللہ شکر بجالانے والوں کو عنقریب بدلہ دے گا) پھر فرمایا: ابوبکر سے براءت کرنا علی سے براءت کرنا ہے“۔(۱)

امام زید حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے تھے: ”میں نے اپنے گھر والوں میں سے جس کسی کو بھی سنا تو ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے ہی سنا“۔(۲)

یحیی بن ابوبکر عامری نے اپنی کتاب ”الرياض المستطابة“ میں لکھا ہے کہ وہ امام منصور باللہ عبداللہ بن حمزہ (جو زیدیہ فرقے کے کبار ائمہ میں سے ہیں) کی ایک بات سے واقف ہوئے ہیں جو انھوں نے اپنی کتاب ”جواب المسائل التهامية“ میں لکھا ہے، جس سے صحابہ کرام سے متعلق امام زید کا نظریہ واضح ہوتا ہے، وہ لکھتے ہیں: ”انھوں نے مجملاً صحابہ کی تعریف کی ہے اور دوسروں پر ان کی خصوصیات کو گنایا ہے“، پھر انھوں نے فرمایا: ”وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور اس کے بعد کے لوگوں میں سب سے بہترین ہیں، پس اللہ ان سے راضی ہوگیا اور اسلام کی طرف سے ان کو بہترین بدلہ عطا کیا“، پھر فرمایا: یہ ہمارا مسلک ہے، ہم نے اس کو زبردستی نہیں اُگلا ہے اور اس کے علاوہ کو تقیہ کرتے ہوئے نہیں چھپایا ہے، اور جو ہم سے کم مرتبے اور صلاحیت والا ان کو گالی دیتا ہے، ان پر لعنت کرتا ہے، ان کی مذمت کرتا ہے اور ان پر طعن و تشنیع کرتا ہے ہم اس کے اس

۱۔سیر أعلام النبلاء ۵/۳۹۰

۲۔تاریخ الامم والملوک۔از: طبری ۷/۱۸۰

کرتوت سے اللہ کے یہاں بری ہیں، یہ علم ہم کو اپنے آباء واجداد کے واسطے سے حضرت علی سے ملا ہے............جو کوئی صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینا اور ان سے براءت کرنا ہمارے ساتھ دوستی سمجھتا ہے تو وہ محمد ﷺ سے بری ہے، اور میں یہ شعر پڑھتا ہوں:

وَإِنْ كُنْتُ لَا أَرْمِيْ وَتَرْمِيْ كِنَانَتِيْ
تُصِيْبُ جَائِحَاتُ النَّبْلِ كَشْحِيْ وَمَنْكِبِيْ

اگرچہ میں تیراندازی نہیں کرتا ہوں، میرے ترکش سے تیر چلتے ہیں۔
تیر کے وار میری پیٹھ اور میرے مونڈھے پر لگتے ہیں۔(۱)

۱۔الریاض المستطابۃ ۳۰۰

امام عبداللہ بن حسن بن حسن بن علیؒ
صحابہ کے ثناخواں

عبداللہ بن حسن کے نزدیک بھی دوسرے اہلِ بیت کی طرح خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عظیم مقام اور مرتبہ تھا۔

حافظ ابن عساکر نے ابو خالد احمر سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: میں نے عبد اللہ بن حسن سے ابوبکر اور عمر کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: اللہ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے اور ان پر رحمت نازل نہ فرمائے جو ان دونوں کے لیے رحمت کی دعا نہ کرے۔(۱)☆

عبداللہ بن عبداللہ بن حسن کے آزاد کردہ غلام حفص بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن کو دیکھا کہ انھوں نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔ میں نے ان

۱۔تاریخ دمشق ۲۹/۲۵۵۔۲۵۶

☆اللہ تعالی کے فرمان ''وصل علیهم إن صلاتك سكن لهم'' (توبہ۱۰۳) یعنی ان کے لیے دعا کیجئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللهم صل على آل أبي أوفى'' اے اللہ! ابواوفی کے گھر والوں پر رحمت نازل فرما۔ صحیح بخاری: کتاب الزکاۃ، باب صلاۃ الإمام ودعاۂ لصاحب الصدقۃ (۶۳) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے کہا: میرے لیے اور میرے شوہر کے لیے رحمت کی دعا کیجئے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تم پر اور تمھارے شوہر پر رحمت نازل فرمائے۔ ابوداود: کتاب سجود القرآن باب الصلاۃ علی غیر النبی ﷺ اس کی سند صحیح ہے۔ ان نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں درود بھیجنے کا معنی دعا کرنا ہے، امام عبداللہ بن حسن رحمۃ اللہ کی طرف سے درود بھیجنے کا مطلب یہی ہے، یہاں ان تمام جگہوں پر رحمت کے لیے لفظ ''صلاۃ'' استعمال ہوا ہے۔

امام جعفر صادقؒ صحابہ کے ثناخواں

امام جعفر صادق نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک مرتبہ تذکرہ کیا تو فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کے صحابہ بارہ ہزار تھے، آٹھ ہزار مدینہ کے تھے، دو ہزار مکہ کے اور دو ہزار فتح مکہ کے دن آزاد کیے ہوئے تھے، ان میں کوئی قدریہ فرقے کا نہیں تھا اور نہ مرجیہ فرقے کا کوئی تھا، نہ حروری فرقے کا کوئی تھا، اور نہ کوئی معتزلی تھا اور نہ کوئی اصحاب الرائے میں سے تھا، وہ لوگ دن رات روتے تھے اور کہتے تھے: اے اللہ! خمیر کی روٹی کھانے سے پہلے ہماری روحوں کو قبض فرما''۔(۱)

اگر صحابہ میں کوئی مرجیہ، حروری، معتزلی اور صاحب رائے نہیں تھا تو ان میں اس سے بھی زیادہ سخت یعنی منافق کیسے ہوسکتا ہے، جیسا کہ خواہشات کی پیروی کرنے والوں کا کہنا ہے؟!

امام صادق نے اس روایت میں جو بیان کیا ہے، وہ قرآن میں بیان کردہ اللہ تعالی کی طرف سے وارد تزکیہ ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ کی صحابہ کی تعریف کی گئی ہے اور ان کو اللہ کی رضامندی اور ہمیشہ ہمیش کی جنتوں کی خوش خبری دی گئی ہے، اس کے سامنے ان تمام جھوٹی روایتوں کا کیا مقام؟! جن میں انگلیوں پر شمار کیے جانے کے قابل چند کو چھوڑ کر تمام صحابہ کے مرتد ہونے کا دعوی کیا گیا ہے!!

منصور بن حازم نے امام جعفر سے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں دریافت کیا: ''مجھے کیا ہوگیا ہے کہ میں آپ سے کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھتا ہوں تو آپ مجھے ایک جواب دیتے ہیں پھر دوسرا یہی سوال کرتا ہے تو آپ اس کو دوسرا جواب

۱۔الخصال ص ۶۳۸، حدیث ۱۵، کان أصحاب رسول اللہ اثنی عشر ألف رجل

سے دریافت کیا: آپ موزوں پر مسح کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، عمر بن خطاب نے مسح کیا ہے، اور جو عمر کو اپنے اور اللہ کے درمیان رکھے تو اس نے مضبوط دلیل لی۔(۱) یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ شرعی امور کے نقل کرنے میں ثقہ ہیں۔

تاریخ دمشق میں ہی لکھا ہے کہ حفص بن قیس نے عبداللہ بن حسن سے مسح علی الخفین کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا: موزوں پر مسح کرو، کیوں کہ عمر بن خطاب نے موزوں پر مسح کیا ہے۔ میں نے کہا: میں آپ سے دریافت کررہا ہوں کہ کیا آپ موزوں پر مسح کرتے ہیں؟ امام نے کہا: یہ تمھارے لیے کافی ہے، میں تم کو عمر سے نقل کرکے یہ بات بتارہا ہوں اور تم مجھ سے میری رائے پوچھ رہے ہو، عمر مجھ سے اور مجھ جیسے زمین بھر لوگوں سے بہتر ہیں۔ میں نے کہا: ابومحمد! لوگ کہتے ہیں کہ یہ تمھاری طرف سے تقیہ ہے؟ انھوں نے مجھے جواب دیا جب کہ ہم منبر رسول اور قبر رسول کے درمیان میں تھے: اے اللہ! یہ خلوت اور جلوت میں میری بات ہے، چناں چہ تم ہم کو میرے بعد کسی کی بات نہ بتاؤ۔ پھر کہا: جو یہ دعوی کرتا ہے کہ علی مظلوم تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو بعض امور کا حکم دیا تھا جن کو انھوں نے نافذ نہیں کیا تو یہ علی کی حقارت کے لیے کافی ہے، یہ نقص ہے کہ لوگ یہ دعوی کریں کہ رسول اللہ ﷺ نے علی کو چند امور کا حکم دیا اور انھوں نے ان کو نافذ نہیں کیا۔(۲)

تاریخ دمشق میں ہی محمد بن قاسم اسدی ابو ابراہیم سے روایت ہے کہ میں نے عبد اللہ بن حسن بن علی کو عثمان کی شہادت کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا، وہ اس تذکرے پر رو پڑے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی اور کپڑا بھیگ گیا۔(۳)

۱۔تاریخ دمشق ۲۹/۲۵۵

۲۔تاریخ دمشق ۲۹/۲۵۶

۳۔تاریخ دمشق ۲۹/۲۵۶

دیتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہم لوگوں کو دیکھ کر کم یا زیادہ جواب دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں بتائیے کہ انھوں نے محمد کی تصدیق کی یا تکذیب کی؟ انھوں نے جواب دیا: بلکہ انھوں نے تصدیق کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا: پھر ان کو کیا ہو گیا کہ انھوں نے آپس میں اختلاف کیا؟ انھوں نے جواب دیا: کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا تھا اور کسی مسئلے کے بارے میں دریافت کرتا تھا تو آپ اس کو مسئلہ بتا دیتے تھے، پھر دوسرے کو ایسا جواب دیتے جو پہلے جواب کو منسوخ کرنے والا ہوتا، چناں چہ بعض حدیثوں سے دوسری بعض حدیثیں منسوخ ہوگئی ہیں۔(۱)☆ امام جعفر صادق کی طرف سے یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کے سلسلے میں یہ گواہی ہے کہ وہ سچے اور تصدیق کرنے والے تھے۔

امام جعفر صحابہ کے حق میں یہ گواہی کیوں نہیں دیتے جب کہ وہی خود اپنے نانا محمد ﷺ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ آپ نے منیٰ کے مقام پر مسجد خیف میں حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں میں خطاب کیا، آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: ''اللہ اس بندے کو سرسبز وشاداب رکھے جس نے میری بات سنی اور اس کو یاد رکھا، پھر اس کو نہ سننے والے تک پہنچا دیا، بعض فقہ کی بات اٹھانے والا فقیہ نہیں رہتا، اور بعض فقہ کی بات اٹھانے والا اپنے سے زیادہ فقیہ (سمجھ دار) کے پاس اس کو پہنچا دیتا ہے، تین چیزیں ایسی ہیں جن سے مسلمان کا دل ہٹتا نہیں ہے: اخلاص کے ساتھ اللہ کے خاطر عمل کرنا، مسلمانوں کے ائمہ کے ساتھ خیر خواہی کرنا اور مسلمانوں کی جماعت کو تھامے رہنا، کیوں کہ ان کی دعوت ان کو پیچھے سے گھیرے ہوئے ہے، اور مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں جن کے خون یکساں

۱۔ الکافی ۱/۵۲ کتاب فضل العلم

☆ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں احکام مسلسل نازل ہوتے تھے اور بعد والے حکم سے بعض احکام منسوخ ہوتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ''ما ننسخ من آية أو ننسها نأت بخير منها'' (ہم کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر لے آتے ہیں) بعض صحابہ کو منسوخ شدہ حکم معلوم ہوتا تھا اور بعضوں کو معلوم نہیں ہوتا تھا تو وہ اپنے علم کے مطابق روایت کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ہیں، مسلمانوں کے حق کو حاصل کرنے کے لیے ان کا ادنیٰ سے ادنیٰ شخص بھی کوشش کرتا ہے اور وہ دوسروں کے خلاف آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں''۔(۱)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بات دوسروں تک پہنچانے میں صحابہ کرام پر بھروسہ کیا، یہ آپ ﷺ کے نزدیک ان کی سچائی اور پاکیزگی کی واضح دلیل ہے۔

اپنے دادا امام علی سے یاد کی ہوئی وصیتوں میں سے ایک وصیت یہ ہے: ''میں تم کو تمھارے نبی کے ساتھیوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، تم ان کو گالی مت دو، جنھوں نے آپ کے بعد کوئی نئی بات نہیں گڑھی اور کسی نئی بات گڑھنے والے کو پناہ نہیں دی، کیوں کہ رسول اللہ نے ان کے بارے میں وصیت کی ہے''۔(۲)

بصام صیرفی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر سے ابو بکر اور عمر کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ان سے محبت کرتا ہوں اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہوں، میں نے اپنے گھر والوں میں سے ہر ایک کو ان سے محبت کرتے ہوئے دیکھا ہے''۔(۳)

جعفر بن محمد اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے صراط مستقیم پر سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہے جو میرے گھر والوں اور میرے صحابہ کو سب سے زیادہ چاہنے والا ہو''۔(۴)

اے اللہ! تو ہم کو اپنے بندوں میں اہلِ بیت اور اصحاب نبی سے سب سے زیادہ محبت کرنے والوں میں سے بنا اور ہمارا حشر ان کے ساتھ فرما، اے رحم فرمانے والوں میں سب سے زیادہ رحم فرمانے والے!

۱۔ الخصال ۱۴۹۔۱۵۰، حدیث ۱۸۲، ثلاث لا یغل علیھن قلب امرئ مسلم

۲۔ بحار الأنوار ۲۲/۳۰۶

۳۔ سیر أعلام النبلاء ۴/۴۰۳

۴۔ بحار الأنوار ۲۷/۱۳۳

امام موسیٰ کاظمؒ صحابہ کے ثنا خواں

امام موسیٰ کاظم نے اپنے نانا رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''میرے ساتھیوں کا میں امین ہوں، جب میرا انتقال ہو جائے گا تو میرے ساتھیوں سے وہ چیزیں قریب ہو جائیں گی جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے، میرے اصحاب میری امت کے امین ہیں، جب میرے اصحاب کا انتقال ہو جائے گا تو میری امت سے وہ چیزیں قریب ہو جائیں گی جن کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے، یہ امت اس وقت تک تمام ادیان پر غالب رہے گی، جب تک تم میں مجھے دیکھنے والا کوئی رہے گا''۔(۱)

وہ اپنے باپ دادا کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''چار صدیاں ہیں: میں سب سے افضل صدی میں ہوں، پھر دوسری صدی، پھر تیسری صدی، جب چوتھی صدی آئے گی تو مرد مردوں کے ساتھ اور عورت عورتوں کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کریں گے، پھر اللہ بنی آدم کے دلوں سے قرآن کو اٹھائے گا، جس کے بعد ایک کالی آندھی بھیجے گا، جس کے نتیجے میں اللہ کے سوا کوئی بھی باقی نہیں بچے گا، مگر یہ کہ سب کو اللہ مار دے گا''۔(۲)

اس حدیث میں صراحت ہے کہ صحابہ کی صدی سب سے افضل صدی ہے، پھر اس بہترین صدی پر کسی کو طعن وتشنیع کرنے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

۱۔ بحار الأنوار ۲۲/ ۳۰۹، نوادر الراوندی ۲۳، صحیح مسلم میں ابوموسیٰ اشعری سے اس معنی کی روایت ہے: ۶۴۶۶

۲۔ بحار الأنوار: از: مجلسی، ۲۲/ ۳۹۰، اس معنی کی روایت بخاری ۲۵۰۹ اور مسلم ۲۵۳۳ میں ہے

امام علی رضاؒ صحابہ کے ثنا خواں

امام علی رضا کا صحابہ سے متعلق موقف ان کے آباء واجداد کے موقف سے مختلف نہیں ہے، وہ فرماتے ہیں: ''جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران کو مبعوث فرمایا، ان کو اپنے ساتھ کلام کرنے کے لیے منتخب کیا، ان کے لیے سمندر میں راستے بنائے، بنی اسرائیل کو نجات دی اور ان کو تورات اور صحیفے دیے تو انھوں نے اپنے پروردگار کے پاس اپنے بلند مقام ومرتبے کو دیکھ لیا، اس پر حضرت موسیٰ نے کہا: پروردگار! اگر آل محمد اسی طرح ہیں تو انبیاء کرام کے ساتھیوں میں کوئی ایسا ہے جو آپ کے نزدیک میرے ساتھیوں سے باعزت ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ! کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ محمد ﷺ کے صحابہ کی فضیلت رسولوں کے تمام ساتھیوں پر ایسی ہی ہے جیسے آل محمد کو تمام نبیوں کے آل پر فضیلت حاصل ہے، اور جس طرح محمد کو تمام نبیوں پر فضیلت حاصل ہے۔ موسیٰ نے کہا: میرے پروردگار! کاش! میں ان کو دیکھتا! اللہ نے ان کی طرف وحی کی: موسیٰ! تم ان کو نہیں دیکھ سکتے، کیوں کہ یہ ان کے ظاہر ہونے کا وقت نہیں ہے، لیکن تم ان کو جنت میں محمد کے ساتھ اس کی نعمتوں میں مست اور اس کی بہترین چیزوں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے دیکھو گے''۔(۱) اس امام سے منقول اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ یہ فضیلت اصحاب نبی میں سے چند لوگوں کے لیے ہی نہیں ہے، بلکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے ہے، ورنہ باقی انبیاء کے ساتھیوں پر محمد ﷺ کے ساتھیوں کو فضیلت حاصل نہیں رہتی۔

۱۔ بحار الأنوار ۱۳/ ۳۴۰، تاویل الآیات ۴۱۱

امام حسن بن محمد عسکریؒ صحابہ کے ثنا خواں

امام عسکری نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالی نے موسی بن عمران کو مبعوث فرمایا، ان کو اپنے ساتھ کلام کرنے کے لیے منتخب کیا، ان کے لیے سمندر میں راستے بنائے، بنی اسرائیل کو نجات دی اور ان کو تورات اور صحیفے دیے تو انھوں نے اپنے پروردگار کے پاس اپنے بلند مقام و مرتبے کو دیکھ لیا، انھوں نے کہا: میرے پروردگار! تو نے مجھے ایسی عزت سے سرفراز کیا ہے جو تو نے مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی ہے

اللہ عزوجل نے فرمایا: موسی! کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ محمد میرے نزدیک تمام فرشتوں اور میری تمام مخلوقات سے افضل ہیں؟

موسی نے کہا: میرے پروردگار! اگر محمد تیرے نزدیک تمام مخلوقات میں افضل ہیں تو کیا انبیاء کے آل میں سے کوئی میری آل سے افضل ہے؟

اللہ عزوجل نے فرمایا: موسی! کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ آل محمد کی فضیلت تمام انبیاء کے آل پر ویسی ہی ہے جیسے محمد کی فضیلت تمام رسولوں پر ہے؟

انھوں نے کہا: میرے پرورگار! اگر آل محمد کا تیرے نزدیک یہ مقام ہے تو کیا انبیاء کے ساتھیوں میں کوئی تیرے نزدیک میرے ساتھیوں سے زیادہ باعزت ہے؟

اللہ عزوجل نے فرمایا: موسی! کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ محمد کے ساتھیوں کی فضیلت تمام رسولوں کے ساتھیوں پر ویسی ہی ہے جیسے آل محمد کی فضیلت تمام نبیوں کے آل پر ہے اور محمد کی فضیلت تمام رسولوں پر ہے؟(۱)

پاکیزہ اہل بیت کی طرف سے اصحاب رسول کی تعریف میں موجود بے انتہا مواد

۱۔ تفسیر امام عسکری ۳۱

میں سے یہ چند نمونے ہیں۔

آل رسول اور اصحاب رسول کے درمیان گہرے اور مضبوط تعلقات تھے، بعض مسلمانوں کے دلوں میں صحابہ سے متعلق حسد وبغض کے پہاڑ کو پگھلانے کے لیے یہ کافی ہے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگ صحابہ سے بغض رکھنے کو اہل بیت کی محبت کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اس سلسلے میں وہ اہل بیت کی مخالفت کرتے ہیں، جس کی دلیلیں ہم نے اصلی مراجع سے ابھی پیش کی ہیں۔

اگر یہ مضبوط پہاڑ پگھلنے میں کامیاب ہوگیا تو امت مسلمہ مطلوبہ وحدت کو حاصل کرسکتی ہے اور اتحاد واتفاق قائم ہوسکتا ہے۔

تیسرا باب

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل بیت کے ثنا خواں

خلیفہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اہلِ بیت کے ثنا خواں

یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتے داری کی تعریف اس کے مناسب کر رہے ہیں، امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے کو جوڑنا میرے نزدیک میری رشتے داری کو جوڑنے سے زیادہ محبوب ہے''۔(۱)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے گھر والوں کے سلسلے میں خیال رکھو''(۲)

مسند ابی یعلی میں عقبہ بن حارث سے روایت ہے کہ ابو بکر نے عصر کی نماز پڑھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند دنوں کے بعد پیدل چلتے ہوئے نکلے تو حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا، آپ نے ان کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور فرمایا:

بأبی شبیه بالنبی　　لاشبیه بعلی

میرے والد کی قسم! نبی سے مشابہ ہے، علی سے مشابہ نہیں ہے۔

یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرا رہے تھے۔(۳)

''چند دنوں'' کے لفظ سے معلوم ہوتا کہ بعض تاریخ کی کتابوں میں جو اس کا تذکرہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی اور انھوں نے چند مہینوں تک جماعت کو چھوڑ دیا، یہ باطل ہے اور نبی کے نواسوں حسن اور حسین کے والد کے مرتبے کے مناسب بھی

۱۔ صحیح بخاری: باب مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۳۷۱۲، بحار الأنوار: ۴۳/۳۰۱

۲۔ صحیح بخاری: ۳۷۱۳، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما

۳۔ مسند ابی یعلی ۳۸، محقق نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، اصل روایت بخاری میں ہے: ۳۵۴۲، کشف الغمۃ فی معرفۃ الأئمۃ: ۲/۱۶

نہیں ہے، اللہ کی پناہ! کیا وہ اپنے دوستوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چھوڑ دیں گے، یا جماعت کو توڑ دیں گے یا اللہ کی طرف سے مقرر کردہ اپنے حق کو چھوڑ دیں گے، جیسا کہ بعض لوگوں کا دعوی ہے۔ کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت پر متفق ہو گئے تھے، یہاں تک حضرت علی بن ابو طالب اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما بھی ان میں شامل تھے، اس کی دلیل امام بیہقی کی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا اور لوگ سعد بن عبادہ کے گھر میں جمع ہو گئے، ان میں ابوبکر اور عمر بھی تھے، وہ کہتے ہیں کہ انصار کا مقرر کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا: تم جانتے ہی ہو کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے انصار ہیں، پس ہم اس کے خلیفہ کے بھی انصار ہیں جیسے ہم آپ ﷺ کے انصار تھے۔ عمر بن خطاب کھڑے ہو گئے اور کہا: تمھارے مقرر نے سچ کہا، اگر تم اس کے علاوہ بات کہتے تو ہم تم پر بیعت نہیں کرتے، انھوں نے ابوبکر کا ہاتھ پکڑا اور کہا: یہ تمھارے خلیفہ ہیں، پس تم ان کے ہاتھوں پر بیعت کرو، چناں چہ عمر نے بیعت کی اور مہاجرین وانصار نے بیعت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر منبر پر چڑھ گئے اور لوگوں پر نظر دوڑائی، ان کو زبیر نظر نہیں آئے تو ان کو بلا بھیجا، جب وہ آئے تو کہا: رسول اللہ کے پھوپی زاد بھائی! کیا تم مسلمانوں کے اتحاد میں دراڑ ڈالنا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ کے خلیفہ! نہیں، پھر وہ کھڑے ہو گئے اور انھوں نے بیعت کی۔ پھر ابوبکر نے لوگوں میں نظر دوڑائی تو علی نظر نہیں آئے، علی بن ابو طالب کو بلا بھیجا، جب وہ آئے تو کہا: رسول اللہ کے چچا زاد بھائی اور آپ کے داماد! کیا تم مسلمانوں کے اتحاد میں دراڑ ڈالنا چاہتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں، خلیفۂ رسول! ، پھر انھوں نے بیعت کی۔ حافظ ابوعلی نیساپوری نے لکھا ہے کہ میں نے ابن خزیمہ کو کہتے ہوئے سنا: میرے پاس مسلم بن حجاج آئے اور مجھ سے اس حدیث کے بارے دریافت کیا، میں نے یہ حدیث ایک کاغذ پر ان کو لکھ کر دی اور ان کے سامنے پڑھ کر سنایا، انھوں نے کہا: یہ حدیث ایک قربانی کے اونٹ کے برابر ہے۔ میں نے کہا: ایک قربانی کے اونٹ کے برابر ہے بلکہ خزانے کی تھیلی کے برابر

ہے۔ امام احمد نے ثقہ کے واسطے سے وہیب سے مختصراً یہ روایت کی ہے، حاکم نے مستدرک میں عفان بن مسلم کے واسطے سے وہیب سے تفصیلی روایت کی ہے جو اوپر بیان ہوئی"۔(۱)

حافظ ابن کثیر کی بات یہاں ختم ہو گئی، حضرت عائشہ کی یہ روایت مذکورہ بالا روایت کے منافی نہیں ہے کہ انھوں نے فرمایا: علی نے چھ مہینے بعد بیعت کی۔ کیوں کہ عائشہ کو جو معلوم ہوتا انھوں نے بیان کیا اور ابوسعید کو جو علم تھا انھوں نے نقل کیا، جو جانتا ہے وہ نہ جاننے والے کے خلاف حجت ہے۔

امام دارقطنی نے "فضائل الصحابة ومناقبهم" میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے، وہ ہمارے خلیفہ تھے، پس وہ ہمارے لیے بہترین خلیفہ تھے، ہم نے ان سے بہتر گود کسی کی نہیں دیکھی (۲) ہم ان کے ساتھ ایک مرتبہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ عمر آئے، انھوں نے ایک مرتبہ اجازت لی تو ان کو اجازت نہیں ملی، پھر انھوں نے دوسری مرتبہ اجازت لی تو ان کو اجازت نہیں ملی، جب تیسری مرتبہ اجازت لی تو ان کو اجازت دی گئی، ابوبکر نے ان سے فرمایا: اندر آجاؤ، ان کے ساتھ چند صحابہ کرام بھی اندر آئے۔ عمر نے ابوبکر سے دریافت کیا: رسول اللہ کے خلیفہ! آپ نے ہمیں دروازے پر کیوں روکے رکھا؟ ہم نے دو مرتبہ اجازت طلب کی لیکن ہم کو اجازت نہیں دی گئی، یہ تیسری مرتبہ ہم نے اجازت طلب کی ہے۔ ابوبکر نے فرمایا: جعفر کے بچوں کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا اور وہ کھا رہے تھے، مجھے اندیشہ ہوا کہ تم اندر آؤ گے تو ان کے کھانے میں شریک ہو جاؤ گے" (۳)

اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد کا بہت ہی زیادہ خیال رکھتے تھے اور ان کی حفاظت پر بڑی توجہ دیتے تھے۔

۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/۳۰۱

۲۔ عبداللہ بن جعفر کی والدہ محترمہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے شوہر جعفر رضی اللہ عنہ کے کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر نے ان کے ساتھ شادی کی، اور ان سے محمد بن ابوبکر کی پیدائش ہوئی، پھر ابوبکر کے انتقال کے بعد ان سے حضرت علی نے شادی کی۔

۳۔ الجزء الموجود من الحادي عشر نشر مكتبة الغرباء الأثرية - المدينة المنورة

حضرت عمرؓ اہلِ بیت کے ثنا خواں

اس میں کوئی شک کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ اہل بیت اور فاروق رضی اللہ عنہم کے درمیان گہرے تعلقات تھے، ایک نے دوسرے کی تعریف کی ہے، اور حضرت عمر کی شادی ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہم سے ہوئی اور اہلِ بیت نے اپنے بہت سے بچوں کے نام حضرت عمر کے نام پر عمر رکھا، امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ جب قحط پڑتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عباس بن عبد المطلب کے وسیلے سے اللہ کے پاس پانی مانگتے تھے، وہ کہتے: اے اللہ! ہم اپنے نبی کے وسیلے سے تیرے پاس مانگا کرتے تھے تو تُو ہم کو سیراب کر دیتا تھا، اب ہم ہمارے نبی کے چچا کے وسیلے سے مانگتے ہیں، پس تو ہم کو سیراب فرما۔ راوی کہتے ہیں کہ اس دعا سے بارش شروع ہو جاتی''۔(۱) یہاں ہمیں صاف طور پر نظر آتا ہے کہ کیسے عمر فاروق نبی ﷺ کے چچا حضرت عباس کی زندگی میں اپنی دعا میں ان کا وسیلہ اختیار کرتے تھے، جس طرح وہ نبی ﷺ کی زندگی میں آپ کا وسیلہ اختیار کرتے تھے۔

طبقات ابن سعد میں روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اللہ کی قسم! جس دن آپ اسلام لے آئے آپ کا اسلام مجھے خطاب کے اسلام سے محبوب تھا اگر وہ اسلام لاتے، کیوں کہ آپ کا اسلام رسول اللہ ﷺ کو خطاب کے اسلام سے محبوب تھا''۔(۲)

امام احمد بن حنبل کی کتاب ''فضائل الصحابۃ'' میں عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عمر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں علی بن ابو طالب کو برا بھلا کہا، یہ سن کر حضرت عمر نے اس شخص سے فرمایا: تم اس قبر والے کو جانتے ہو؟ وہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب

۱۔صحیح بخاری ۱۰۱۰، باب ذکر العباس بن عبد المطلب ۲۔الطبقات الکبری ۴/۲۳، البدایۃ والنھایۃ ۲/ ۲۹۸

ہیں، اور علی، ابنِ ابو طالب بن عبد المطلب ہیں، پس تم علی کا ذکر خیر ہی کرو، کیوں کہ اگر تم ان کو ناراض کرو گے تو اس قبر والے کو تکلیف دو گے''۔(۱)

ابن عبد البر کی کتاب ''الاستیعاب'' میں حضرت عمر سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''ہم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں''۔(۲)

ابن عساکر نے ''تاریخ دمشق'' میں روایت کیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب دیوان ترتیب دیا اور لوگوں کے لیے وظیفہ مقرر کیا تو حسن اور حسین کو ان کے والد علی رضی اللہ عنہ اور اہل بدر کے برابر وظیفہ مقرر کیا، کیوں کہ وہ رسول اللہ کے رشتے دار تھے، ان میں سے ہر ایک کو پانچ ہزار وظیفہ مقرر کیا۔(۳)

یہ واقعہ ابن سعد نے جبیر بن حویرث بن نقید سے تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے کہ عمر بن خطاب نے دیوان مرتب کرنے کے لیے مسلمانوں سے مشورہ کیا تو حضرت علی نے ان سے کہا: ہر سال اپنے پاس جمع ہونے والا مال تقسیم کرو اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رکھو۔ عثمان بن عفان نے کہا: میرا خیال ہے کہ مال بہت زیادہ ہے، تمام لوگوں کے لیے کافی ہو جائے گا، اگر لوگوں کو شمار نہیں کیا جائے گا تو معلوم نہیں پڑے گا کہ کس نے لیا ہے اور کس نے نہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ یہ معاملہ پھیل جائے گا۔ ولید بن ہشام بن مغیرہ نے کہا: امیر المومنین! میں شام گیا تو وہاں میں نے بادشاہوں کو دیکھا کہ انھوں نے دیوان ترتیب دیا ہے اور لشکر بنائے ہیں، چناں چہ آپ بھی دیوان بنائیے اور لشکر ترتیب دیجیے۔ حضرت عمر نے ان کے مشورے کو پسند کیا اور عقیل بن ابو طالب، مخرمہ بن نوفل اور جبیر بن مطعم کو بلا بھیجا، یہ سب قریش کے انساب کے ماہر تھے، اور ان سے فرمایا: لوگوں کو ان کے مراتب کے اعتبار سے ترتیب وار لکھو۔ انھوں نے لکھا اور بنو ہاشم سے شروعات کی، پھر ان کے بعد ابو بکر اور ان کے رشتے داروں کے نام لکھے، پھر عمر اور ان کے رشتے داروں کے نام لکھے، کیوں

۱۔۱۰۸۹، محقق وصی اللہ عباس نے اس روایت کو صحیح کہا ہے

۲۔الاستیعاب ۱۸۷۱

۳۔تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۴/ ۱۷۹

کہ یہ دونوں نبی کریم ﷺ کے خلیفہ تھے، حضرت عمر نے یہ ترتیب دیکھی تو فرمایا: اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ اسی طرح رہے، لیکن نبی کریم ﷺ کے رشتے سے شروع کرو اور اقرب فالاقرب کو لکھو، یہاں تک کہ تم عمر کو وہیں رکھو جہاں اللہ نے اس کو رکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن عمر نے بتایا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد، انھوں نے اپنے والد کے واسطے سے بتایا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب ان کے سامنے کتاب پیش کی گئی، جس میں بنو تیم بنو ہاشم کے بعد تھے اور بنو تیم کے بعد بنو عدی تھے، میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا: عمر کو اسی کی جگہ پر رکھو، اور رسول اللہ کے قریبی رشتے دار سے شروع کرو۔ یہ دیکھ کر بنو عدی عمر کے پاس آئے اور کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں یا ابو بکر کے خلیفہ ہیں، اور ابو بکر رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں، انھوں نے مزید کہا: اگر آپ خود کو وہیں رکھتے جہاں ان لوگوں نے رکھا ہے تو بہتر ہوتا۔ انھوں نے فرمایا: چھی چھی! بنو عدی والو! تم میری پیٹھ پر سوار ہو کر کھانا چاہتے ہو، تا کہ میں تمھارے خاطر میری نیکیوں کو ختم کر دوں، نہیں، اللہ کی قسم! یہاں تک کہ تمھیں موت آجائے، مجھ سے پہلے میری دو ساتھی گزر چکے ہیں جنھوں نے ایک طریقے کو اپنایا، اگر میں ان کی مخالفت کروں تو میری مخالفت کی جائے گی، اللہ کی قسم! ہمیں جو بھی فضیلت دنیا میں حاصل ہوئی اور آخرت میں اللہ کے ثواب کی جو بھی امید ہے وہ ہمارے اعمال کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ محمد ﷺ کی وجہ سے، وہ ہم میں سب سے باعزت ہیں اور ان کی قوم عرب کی سب سے باعزت قوم ہے''۔(۱)

علامہ ذہبی نے روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے بچوں کو کپڑے پہنائے، یہ کپڑے حسن اور حسین کے مناسب نہیں تھے تو یمن سے کپڑے منگوایا اور فرمایا: ''اب میرا دل مطمئن ہے''۔(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس اہتمام کو دیکھیے، یہاں تک کہ ان کے کپڑوں کے سلسلے میں ان کے اہتمام پر نظر کرو، اور یہ سوچو کہ حسن اور حسین ان

۱۔ الطبقات الکبریٰ ۳/ ۲۹۵۔۲۹۶

۲۔ سیر اعلام النبلاء ۳/ ۲۸۵، تاریخ دمشق ۱۴/ ۱۸۰

کے نزدیک دوسروں کی طرح نہیں تھے۔

ابن عساکر نے لکھا ہے: ''عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے بیٹے! تم ہمارے پاس آتے اور رہتے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ان کے پاس آیا، اس وقت حضرت عمر معاویہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے ہوئے تھے، دروازے پر ابن عمر تھے، ان کو اندر جانے کی اجازت نہیں ملی تو میں واپس آگیا، بعد میں ملاقات ہوئی تو انھوں نے مجھ سے کہا: بیٹے! آپ ہمارے یہاں آتے ہی نہیں؟ میں نے کہا: میں آیا تھا، آپ حضرت معاویہ کے ساتھ تنہائی میں تھے، میں نے آپ کے بیٹے عبد اللہ کو دیکھا کہ ان کو اجازت نہیں دی گئی تو میں واپس آگیا۔ انھوں نے جواب دیا: تم عبد اللہ بن عمر سے زیادہ اجازت کے حق دار ہو، پھر عمر نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا''۔(۱)

خلافتِ عمر میں حسین رضی اللہ عنہ کی عمر کا اندازہ لگائیے، اس کے باوجود ان کی ملاقات کے اس حد تک خواہش مند تھے اور ان پر اتنی زیادہ توجہ دیتے تھے، کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اہلِ بیت سے محبت کرتے تھے اور ان پر بڑی توجہ دیتے تھے؟

حضرت عمر کی طرف سے امت کے عالمِ جلیل حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی تعریف کے سلسلے میں بخاری میں یہ روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عمر مجھے جنگِ بدر کے شیوخ کے ساتھ اپنی مجلس میں شریک کرتے تھے، بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ ہمارے ساتھ اس نوجوان کو کیوں شامل کرتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: ان کا تعلق جن سے ہے تم جانتے ہی ہو۔(۲)

ابن عبد البر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلے میں فرمایا کرتے تھے: ''قرآن کے بہترین ترجمان عبد اللہ بن عباس ہیں۔

۱۔ تاریخ دمشق ۱۴/ ۱۷۹

۲۔ صحیح بخاری: باب منزل النبی ﷺ یوم الفتح، حدیث ۴۲۹۴

جب وہ سامنے سے آتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے: ادھیڑوں کا نوجوان آ گیا، سوال کرنے والی زبان اور عقل مند دل آ گیا۔(۱)

مستدرک حاکم میں علی بن حسین سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کی خدمت میں ام کلثوم کا ہاتھ مانگا اور فرمایا: میرا نکاح ان کے ساتھ کر دیجیے۔ حضرت علی نے فرمایا: میں اس کا نکاح میرے بھتیجے عبد اللہ بن جعفر کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔ عمر نے فرمایا: میرا نکاح اس کے ساتھ کر دو، اللہ کی قسم! لوگوں میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو میری طرح اس کو چاہتا ہو۔ پس علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح عمر کے ساتھ کرا دیا۔ حضرت عمر مہاجرین کے پاس آئے اور فرمایا: کیا تم مجھے مبارکبادی نہیں دو گے؟ لوگوں نے دریافت کیا: امیر المومنین! کیوں؟ انھوں نے کہا: ام کلثوم بنت علی یعنی محمد ﷺ کی دختر فاطمہ کی دختر کے ساتھ شادی کی، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''ہر سبب اور نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا، صرف میرا نسب اور سبب باقی رہے گا''۔(۲)

علامہ ذہبی نے محمد بن علی یعنی ابن الحنفیہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے، جب کہ میں اپنی بہن ام کلثوم کے ساتھ تھا، انھوں نے مجھے چمٹایا اور فرمایا: مٹھائی کھلا کر ان کے ساتھ لطف سے پیش آؤ''۔(۳)

دیکھو! اللہ تمھیں معاف کرے، اگر عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی اور آپ کی اولاد کو نہیں چاہتے تو محمد بن علی کو نہیں چمٹاتے اور اپنی بیوی ام کلثوم سے ان کو مٹھائی دینے کے لیے نہیں کہتے۔

۱۔ الاستیعاب لابن عبد البر ۱۴۴۷

۲۔ حاکم: حدیث ۴۶۸۴، البانی نے ''السلسلۃ الصحیحۃ'' میں اس کو نقل کیا ہے، حدیث نمبر ۲۰۳۶

۳۔ سیر اعلام النبلاء ۴/۱۱۵

عثمان بن عفانؓ اہلِ بیت کے ثناخواں

یہ خلیفۂ راشد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں، جو اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح ہی اہلِ بیت کے لائق ان کے ثناخواں ہیں، اور آلِ رسول کی فضیلت سے واقف ہیں، ابن کثیر نے روایت کیا ہے: جب حضرت عباس کا حضرت عمر یا حضرت عثمان سے گزر ہوتا اور وہ سوار رہتے تو رسول اللہ ﷺ کے چچا کے اکرام میں اترتے اور ان کے گزرنے تک سوار نہیں ہوتے''۔(۱)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا اکرام کرتے تھے اور ان سے محبت فرماتے تھے، حسن بن علی رضی اللہ عنہ ''یوم الدار'' (جس دن عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے اور اسی دن دشمنوں نے ان کو قتل کر دیا تھا) کو ان کے ساتھ تھے اور تلوار لٹکائے حضرت عثمان کا دفاع کر رہے تھے، عثمان رضی اللہ عنہ کو ان پر اندیشہ ہوا تو ان کو قسم دے کر واپس کر دیا، تاکہ علی کا دل مطمئن ہو جائے''۔(۲)

۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۷/۱۶۲

۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۸/۳۶

طلحہ بن عبید اللہؓ اہلِ بیت کے ثنا خواں

یہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ہیں جو اہلِ بیت کے بہترین فرد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تعریف میں کہتے ہیں: ''ابن عباس کو فہم، سمجھ اور علم عطا کیا گیا ہے''۔(۱)

۱۔طبقات ابن سعد ۲/۳۷۰، النھایۃ لابن الأثیر ۸۲۸

سعد بن ابی وقاصؓ اہلِ بیت کے ثنا خواں

یہ حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف میں وارد حدیثوں کو لوگوں میں پھیلا رہے ہیں، اگر ان کو حضرت علی سے محبت نہیں رہتی تو یہ حدیثیں عام نہیں کرتے، امام مسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابو طالب کو غزوہ تبوک میں مدینہ میں چھوڑ دیا تو انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمھارا مقام میرے نزدیک وہی ہو جو ہارون کا موسی کے پاس تھا؟ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا''۔(۱)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میں نے ابن عباس کے مقابلے میں کسی کو ان سے بڑھ کر حاضر دماغ، عقل مند اور کثیر علم والا نہیں دیکھا، میں نے عمر کو دیکھا ہے کہ وہ مشکل مسائل کو حل کرنے کے لیے ان کو بلاتے تھے، پھر فرماتے: تمھارے پاس مشکل مسئلہ آیا ہے۔ پھر اس سے زیادہ نہیں کہتے، جب کہ آپ کے ساتھ اہلِ بدر مہاجرین اور انصار بھی رہتے۔(۲)

۱۔صحیح مسلم: باب فضائل علی بن ابی طالب، حدیث ۶۲۱۷، صحیح بخاری: باب غزوۃ تبوک، حدیث ۴۴۱۶

۲۔البدایۃ والنھایۃ ۸/۳۰۳، طبقات ابن سعد ۲/۳۹۶

جابر بن عبداللہؓ اہلِ بیت کے ثنا خواں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اہلِ بیت کی تعریف کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اہلِ بیت سے بڑی محبت تھی، ابن ابو شیبہ نے عطیہ بن سعد سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ہم جابر بن عبداللہ کے پاس گئے، جب کہ ان کی بھویں آنکھوں پر پڑی ہوئی تھیں یعنی بہت بوڑھے ہو گئے تھے، میں نے ان سے کہا: ہمیں علی بن ابو طالب کے بارے میں بتائیے۔ وہ کہتے ہیں کہ جابر نے اپنے ہاتھ سے اپنی بھوؤں کو اٹھایا پھر فرمایا: وہ بہترین انسان ہیں۔ (۱)

حسین بن علی رضی اللہ عنہما مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جس کو یہ پسند ہو کہ جنتی نوجوانوں کے سردار کو دیکھے تو اس کو دیکھے“۔ (۲) اور حضرت جابر نے اس بات کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا انتقال ہو گیا تو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”آج سب سے بڑے عالم، سب سے بڑے بردبار کا انتقال ہو گیا، ان کے جانے سے امت کو ایسا نقصان ہوا ہے جس کی تلافی نہیں ہو سکتی“۔ (۳)

امام مسلم نے جعفر بن محمد بن علی بن حسین کے واسطے سے ان کے والد سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: ”ہم جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے، انھوں نے تمام حاضرین کے بارے میں دریافت کیا، یہاں تک کہ میرے پاس پہنچے، میں نے کہا: میں محمد

۱۔ مصنف ابن شیبہ، حدیث ۳۲۱۲۰

۲۔ سیر اعلام النبلا ۳/۲۸۲، ابو یعلی: حدیث ۱۸۷۴، محقق حسین سلیم اسد نے کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں

۳۔ طبقات ابن سعد: ۲/۳۷۲

بن علی بن حسین ہوں۔ انھوں نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے کپڑے کے اوپر کا بٹن کھولا، پھر نچلا بٹن کھولا، پھر اپنی ہتھیلی میرے سینے پر رکھی، اس وقت میں کم عمر نوجوان تھا، اور فرمایا: خوش آمدید، میرے بھتیجے! تم جو چاہے پوچھو......“ (۱)

۱۔ صحیح مسلم: باب حجۃ النبی ﷺ حدیث ۱۲۱۸

ام المومنین عائشہؓ اہلِ بیت کی ثناخواں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اہلِ بیت میں سے ہیں، کیوں کہ وہ ازواج مطہرات میں سے ہیں، قرآن میں ان کے تذکرے کے سیاق میں وضاحت کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ وہ اہلِ بیت میں سے ہیں، لیکن ہم نے باقی اہلِ بیت کے سلسلے میں ان کی تعریف کا یہاں تذکرہ کرنا مناسب سمجھا تا کہ ان کے درمیان عظیم محبت اور پختہ تعلقات کی وضاحت ہو جائے۔

تاریخ طبری میں ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! جو ماضی میں میرے اور علی کے درمیان تھا وہ صرف وہی تھا جو ایک عورت اور اس کے دیوروں کے درمیان رہتا ہے، وہ میرے نزدیک بہترین لوگوں میں سے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! اس نے سچ کہا اور نیک کام کیا، میرے اور اس کے درمیان صرف وہی تھا جو انھوں نے بیان کیا ہے، وہ دنیا اور آخرت میں تمھارے نبی ﷺ کی بیوی ہیں''۔(۱)

ابن عبد البر اندلسی نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے دریافت کیا: تمھیں عاشوراء کے روزے کے بارے میں کس نے کہا ہے؟ لوگوں نے کہا: علی نے۔ اس پر حضرت عائشہ نے فرمایا: وہ تو سنت کے سب سے بڑے عالم ہیں۔(۲)

امام ابوداود نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''میں نے کھڑے ہونے اور بیٹھنے کے طریقے اور حسنِ ہیئت میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا''۔(۳)

۱۔ تاریخ الطبری ۴/۵۴۴ ۲۔ الاستیعاب: از: ابن عبد البر ۱/۱۸۷
۳۔ سنن ابوداود: باب ما جاء فی القیام ۵۲۱۷، البانی اس کو سنن ترمذی میں صحیح کہا ہے: ۳۰۳۹، باب فضل فاطمۃ بنت رسول اللہ ﷺ

مستدرک حاکم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''میں نے فاطمہ سے زیادہ سچ بولنے والا کسی کو نہیں دیکھا، مگر یہ کہ وہ اس کے والد ہوں''(۱) یعنی رسول اللہ ﷺ، حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے، علامہ ذہبی نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔

مجلسی کی کتاب ''بحار الانوار'' میں ہے کہ جب حضرت عائشہ کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کے خلاف جنگ کی ہے تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اے اللہ! یہ میری امت کے سب سے بدترین لوگ ہیں، جن کو میری امت کے بہترین لوگ قتل کریں گے''، میرے اور ان کے درمیان وہی بات تھی جو ایک عورت اور اس کے دیوروں کے درمیان ہوتی ہے۔(۲)

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن ود کو قتل کیا تو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہو گئے اور ان کے سر کو بوسہ دیا۔ (الارشاد للمفید ۵۵) حضرت عائشہ نے حضرت فاطمہ سے کہا: کیا میں تمھیں خوش خبری نہ سناؤں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جنت والوں کی عورتوں کی چار سردار ہیں: مریم بنت عمران، فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ، خدیجہ بنت خویلد اور فرعون کی بیوی آسیہ''۔(۳)

اگر ان دونوں کے درمیان تھوڑا بھی اختلاف ہوتا تو حضرت عائشہ ان کو یہ عظیم خوش خبری نہیں سناتی۔

۱۔ مستدرک حاکم ۳/۱۷۵، حدیث ۴۷۵۶ ۲۔ بحار الانوار ۳۳/۲۳۲، کشف الغمۃ ۱/۱۵۸
۳۔ مستدرک حاکم ۴۸۵۳، اس کی سند کو صحیح کہا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی سند صحیحین کی شرطوں کے مطابق ہے، علامہ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے

عبداللہ بن مسعودؓ اہلِ بیت کے ثناخواں

تعریف کے اس تذکرۂ عنبریں کو جاری رکھتے ہوئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی اہلِ بیت کے ثنا خواں ہیں، ابن عبدالبر نے ''الاستیعاب'' میں نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''اہل مدینہ میں سب سے بڑے قاضی علی بن ابو طالب ہیں''۔(۱)

ان ہی کا فرمان ہے: ''بہترین ترجمان القرآن ابن عباس ہیں، اگر وہ ہماری عمر کے ہوتے تو ہم میں سے کوئی ان کا ہم پلہ نہیں ہوتا''۔(۲)

عبداللہ بن عمرؓ اہلِ بیت کے ثناخواں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غیر موجودگی میں ان پر طعن و تشنیع کرنے والے کا جواب دیا اور حضرت علی کی مدافعت کی۔

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے عثمان کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے ان کے بہترین کارناموں کو بیان کیا اور فرمایا: شاید تمھیں یہ برا لگتا ہے۔ اس نے کہا: جی ہاں، انھوں نے فرمایا: اللہ تم کو رسوا کرے۔ پھر اس نے علی کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے ان کے بہترین

۱۔الاستیعاب ۱۸۷۱

۲۔حافظ ابن حجر نے فتح الباری ۷/۱۰۰ میں کہا ہے کہ اس کو یعقوب بن سلیمان نے اپنی تاریخ کی کتاب میں صحیح سند سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

کارناموں کو بیان کیا اور فرمایا: شاید تمھیں یہ برا لگتا ہے۔ اس نے کہا: جی ہاں، انھوں نے فرمایا: اللہ تم کو رسوا کرے۔(۱)

انھوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی تعریف کی ہے، صحیح بخاری میں ابن ابونعم سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر کے پاس تھا، ان سے ایک شخص نے مچھر کے خون کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے پوچھا: تمھارا تعلق کہاں سے ہے؟ اس نے جواب دیا: عراق سے۔ انھوں نے کہا: اس کو دیکھو، یہ مجھ سے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے، جب کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے فرزند کو قتل کر دیا ہے، جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''وہ دنیا میں میرے دو پھول ہیں''۔(۲) یعنی حضرت حسن اور حسین۔

عبداللہ بن جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہما کے ساتھ آپ کے دیرینہ تعلقات تھے، تاریخ دمشق میں ابن عسا کر نے روایت کیا ہے کہ وہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس جایا کرتے تھے، لوگوں نے ان سے کہا: آپ عبداللہ بن جعفر کے پاس بہت جاتے ہیں۔ ابن عمر نے کہا: اگر تم اس کے والد کو دیکھتے تو تم بھی اس سے محبت کرتے، ان کو سر سے پیر کے درمیان تلوار اور نیزے کے ستر زخم لگے تھے۔(۳)

صحیح بخاری میں شعبی سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب عبداللہ بن جعفر کو سلام کرتے تو فرماتے: السلام عليك يا ابن ذي الجناحين ۔ دو پروں والے کے فرزند! تم پر سلامتی ہو۔

۱۔صحیح بخاری: باب فضائل علی بن ابی طالب، حدیث ۲۷۰۴

۲۔صحیح بخاری: کتاب الأدب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ، حدیث ۵۹۹۴

۳۔تاریخ دمشق ۲۹/۱۷۹

مسور بن مخرمہ اہلِ بیت کے ثنا خواں

امام احمد ابن حنبل نے روایت کیا ہے: ''حسن بن حسن (یہ حسن بن حسن بن علی بن ابوطالب ہیں جو حسن المثنی کے نام سے مشہور ہیں) نے مسور بن مخرمہ کو خط لکھ کر ان کی دختر کا ہاتھ مانگا، تو انھوں نے کہا: رات کو مجھ سے ملاقات کرو۔ جب حسن ان سے آ کر ملے تو انھوں نے اللہ کی تعریف کی اور فرمایا: تمھارے نسب اور تمھاری رشتے داری سے محبوب میرے نزدیک کوئی سبب، کوئی نسب اور کوئی رشتے داری نہیں ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''فاطمہ میرا ٹکڑا ہے، جس سے اس کو خوشی ہوتی ہے، اس سے مجھے بھی خوشی ہوتی ہے، اور جس سے اس کو تکلیف ہوتی ہے، اس سے مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے، قیامت کے دن سب اسباب ختم ہو جائیں گے سوائے میرے سبب کے''۔ اور تمھارے پاس فاطمہ کی دختر ہیں، اگر میں تمھاری شادی اپنی بیٹی کے ساتھ کروں گا تو اس کو غصہ آئے گا۔ یہ سن کر وہ معذرت کرتے ہوئے واپس چلے گئے''۔(۱)

اللہ تم پر رحم فرمائے، یہ عظیم المرتبت صحابی فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کا کیسا اکرام کر رہے ہیں، صرف زندگی میں ہی نہیں، بلکہ ان کی موت کے بعد بھی، اور ان کی پوتی کے سلسلے میں ان کے احساسات کی رعایت رکھ رہے ہیں، اور اس وقت کے وقت بنو ہاشم کے سردار کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرنے کا موقع گنوار ہے ہیں، ان کے درمیان یہ کون سی محبت اور الفت ہے؟

۱۔ فضائل الصحابۃ: از۔ امام احمد، حدیث ۱۳۴۷، مستدرک حاکم: حدیث ۴۷۴۷، اس روایت کو انھوں نے صحیحین کی شرطوں کے مطابق قرار دیا ہے اور صحیح کہا ہے، علامہ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے

ابو ہریرہؓ اہلِ بیت کے ثنا خواں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی آلِ نبی کی تعریف میں پیچھے نہیں ہیں، امام ترمذی اور حاکم نے ان سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے حضرت جعفر کے سلسلے میں فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کے بعد پوری دنیا میں جعفر بن ابوطالب سے زیادہ افضل کوئی نہیں ہے''۔ اس کا مطلب صحیح بخاری میں ان ہی قول کا ہے: ''مسکینوں کے لیے سب سے بہتر جعفر بن ابوطالب تھے''۔(۱)

مسند ابی یعلی میں سعید بن ابوسعید مقبری سے روایت ہے کہ ہم ابو ہریرہ کے ساتھ تھے، اسی وقت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے، انھوں نے سلام کیا تو ہم نے ان کے سلام کا جواب دیا، ابو ہریرہ کو ان کے آنے کا علم نہیں ہوا، وہ چلے گئے، ہم نے کہا: ابو ہریرہ! یہ حسن بن علی ہیں جنھوں نے ہم کو سلام کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ ان کے پیچھے بھاگ گئے اور ان کے ساتھ جا ملے اور فرمایا: میرے آقا! وعلیک السلام، انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: یہ سردار ہیں۔(۲)

حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کی ملاقات حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے ہوئی تو انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تمھارے پیٹ کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے، چناں چہ اس جگہ کو کھولیے جہاں رسول اللہ ﷺ نے بوسہ دیا ہے، تا کہ میں بھی وہیں بوسہ دوں۔ راوی کہتے ہیں کہ حسن نے وہ حصہ کھولا تو انھوں نے بوسہ

۱۔ صحیح بخاری: باب الحلواء والعسل، حدیث ۳۷۰۸

۲۔ مسند ابی یعلی: حدیث ۶۵۶۱، اس کتاب کے محقق حسین سلیم اسد نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے

دیا۔(۳)

علامہ ذہبی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ جس دن حسن رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو ابو ہریرہ رورہے تھے اور بلند آواز سے پکار رہے تھے: اے لوگو! آج رسول اللہ ﷺ کے محبوب کا انتقال ہوگیا، پس تم رؤو۔(۲)

''سیر أعلام النبلاء''میں ابو المُهزِّم سے روایت ہے کہ ہم ایک جنازے کے ساتھ جارہے تھے کہ ابو ہریرہ حسین رضی اللہ عنہ کے قدم سے مٹی جھاڑنے لگے۔(سیر أعلام النبلاء ۳/۲۸۷) اگر ہم ان دونوں کے درمیان عمر کا فرق دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوجائے گا کہ اگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی محبت، اکرام اوران کے عظیم حق کے بارے میں واقفیت نہیں ہوتی تو وہ اس طرح کبھی بھی نہیں کرتے۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اہلِ بیت کے ثناخواں

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ اکرام ہے کہ انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنی اونٹنی کی نکیل پکڑنے سے منع کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے زید بن ثابت کی نکیل پکڑی تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی! ہٹو۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے بڑوں اور علماء کے ساتھ اسی طرح کیا کرتے تھے۔(۳)

۱۔ مستدرک حاکم: ۴۷۸۵، مسند امام احمد: ۹۳۴۲، ارناؤوط نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے، ترمذی: ۳۷۶۴، البانی نے کہا ہے کہ یہ روایت موقوفاً صحیح ہے۔

۲۔ سیر أعلام النبلاء ۳/۲۷۷

۳۔ مستدرک حاکم: ۵۷۸۵، مسلم کی شرط پر اس کو صحیح کہا ہے

آلِ نبی کی تعریف میں انس، براء بن عازب اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایتیں

حضرت براء بن عازب، حضرت ابو سعید خدری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے اہلِ بیت کے صفات اور فضائل نقل کر کے ان کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: حسن بن علی کے مقابلے میں کوئی بھی نبی ﷺ کے زیادہ مشابہ نہیں تھا۔(۱)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ

امام ترمذی نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن اور حسین کو دیکھا تو فرمایا: ''اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت فرما''۔(۲)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

امام احمد نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسن اور حسین اہلِ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں''۔(۳)

۱۔ صحیح بخاری: کتاب فضائل الصحابۃ: باب مناقب الحسن والحسین، حدیث ۳۵۴۲

۲۔ سنن ترمذی: کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین، حدیث ۳۷۸۲، ترمذی نے کہا ہے کہ یہ روایت حسن صحیح ہے

۳۔ مسند امام احمد ۱۱۷۹۴، امام ترمذی نے یہی روایت حضرت حذیفہ سے کی ہے: کتاب المناقب، باب أن الحسن والحسین سیدا شباب أهل الجنۃ ۳۷۸۱

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اہلِ بیت کے ثناخواں

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں جس کو رجاء بن ربیعہ نے روایت کیا ہے: میں مسجد نبوی میں تھا کہ حسین بن علی کا گزر ہوا، انھوں نے لوگوں کو سلام کیا تو سبھوں نے جواب دیا، عبد اللہ بن عمرو خاموش رہے، پھر لوگوں کے خاموش ہونے کے بعد ابن عمرو نے آواز بلند کی اور کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں سے کون سب سے زیادہ محبوب ہے؟ لوگوں نے کہا: ضرور بتائیے۔ انھوں نے کہا: یہ وہی نوجوان ہے، اللہ کی قسم! صفین کی جنگ کے بعد سے نہ میں نے ان سے کوئی بات کی ہے اور نہ انھوں نے مجھ سے بات کی ہے، اللہ کی قسم! وہ مجھ سے راضی ہو جائیں، یہ میرے نزدیک احد پہاڑ کے برابر خزانے سے بھی بہتر ہے۔ ابوسعید نے ان سے کہا: کیا آپ ان کے پاس نہیں جائیں گے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ سب لوگ ان کے پاس جانے کے لیے نکلو۔ میں بھی ان دونوں کے ساتھ گیا، ابو سعید نے اجازت لی تو ان کو اجازت ملی، ہم گھر میں داخل ہو گئے، انھوں نے ابن عمرو کے لیے اجازت مانگی، وہ برابر اجازت مانگتے رہے، یہاں تک حسین نے ان کو اجازت دے دی، وہ اندر آئے، جب ان کو دیکھا تو ابوسعید نے ان کے لیے جگہ چھوڑی، جب کہ وہ حسین کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے، حسین نے ان کو اپنی طرف کھینچا، ابن عمرو کھڑے ہو گئے، بیٹھے نہیں، جب حسین نے یہ دیکھا تو ابوسعید سے دور ہو گئے اور ان کے لیے جگہ بنائی، پس ابن عمرو ان دونوں کے درمیان بیٹھ گئے، پھر ابوسعید نے پورا قصہ سنایا، حسین نے کہا: ابن عمرو! کیا اسی طرح ہے؟ کیا تم جانتے ہو کہ زمین والوں میں سب سے زیادہ آسمان والوں

کے نزدیک میں محبوب ہوں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، رب کعبہ کی قسم! آپ زمین والوں میں آسمان والوں کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حسین نے دریافت کیا: پھر تم نے جنگِ صفین میں میرے خلاف اور میرے والد کے خلاف جنگ کیوں کی؟ اللہ کی قسم! میرے والد مجھ سے بہتر ہیں۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے آپ کے خلاف جنگ کی، لیکن عمرو نے رسول اللہ ﷺ کے پاس میری شکایت کی اور کہا: عبداللہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر نماز پڑھتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز پڑھو اور سوؤ، روزہ رکھو اور افطار کرو اور عمرو کی اطاعت کرو''۔

جب صفین کا دن آیا تو انھوں نے مجھے قسم دی، اللہ کی قسم! مجھ سے ان میں کوئی اضافہ نہیں ہوا، نہ میں نے تلوار چلائی، نہ میں نے نیزہ مارا اور نہ میں نے تیر چلائی۔ حسین نے کہا: کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہے؟ انھوں نے جواب دیا: جی ہاں، معلوم ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ گویا حسین نے ان سے یہ بات قبول کی۔ (۱)

۱۔ مجمع الزوائد ۹/۲۹۹ حدیث ۵۱۰۹۔ ہیثمی نے کہا ہے کہ طبرانی نے ''الأوسط'' میں یہ روایت کی ہے، اس میں علی بن سعید بن بشیر ہیں، جن میں کمزوری ہے اور وہ حافظ ہیں، باقی راوی ثقہ ہیں۔ امام بزار نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کی ہے جیسا کہ ہیثمی نے مجمع الزوائد ۹/۲۸۱ میں نقل کیا ہے، ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے ہاشم بن یزید کے۔ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما فضائل اور مناقب میں یکساں ہیں اور وہ اس کے اہل ہیں

معاویہؓ، علیؓ اور اہلِ بیت کے ثناخواں

ہم اس عنوان کے تحت بعض ایسے نصوص پیش کر رہے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آل رسول ﷺ کی تعریف کی ہے، مثلاً ابن عبدالبر نے ''الاستیعاب'' میں نقل کیا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ حضرت علی کو اس بارے میں پوچھنے کے لیے خط لکھتے تھے، جب معاویہ کو ان کے قتل کی خبر پہنچی تو فرمایا: ''ابن ابوطالب کی موت سے فقہ اور علم چلا گیا''۔(۱)

امام احمد بن حنبل نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حسن بن علی کی زبان کو یا راوی نے کہا کہ دونوں ہونٹوں کو چوسا اور اس زبان یا ہونٹ پر عذاب نہیں ہوسکتا جن کو رسول اللہ ﷺ نے چوسا ہو۔(۲)

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: ضرار بن ضمرہ نہشلی، معاویہ بن ابوسفیان کے پاس آئے تو معاویہ نے کہا: مجھے علی کے بارے میں بتایئے؟ انھوں نے کہا: کیا تم مجھے اس سے معاف نہیں کرو گے؟ معاویہ نے کہا: نہیں، بلکہ مجھے ان کے بارے میں بتایئے۔

ضرار نے کہا: اللہ علی پر رحم فرمائے! اللہ کی قسم! وہ ہم میں ہماری طرح ہی تھے، جب ہم ان کے پاس آتے تو ہم کو قریب کرتے، جب ہم ان سے مانگتے تو دیتے، جب ہم ان کی ملاقات کو جاتے تو ہم کو قریب کرتے، ہمارے لیے اپنا دروازہ بند نہیں کرتے، اور کوئی پہریدار ان سے ملنے سے نہیں روکتا، اللہ کی قسم! ہم کو اپنے سے قریب کرنے اور ان سے ہمارے قرب کے باوجود ان کی ہیبت کی وجہ سے ہم ان کے سامنے بولتے نہیں تھے، اور ان کی عظمت کی وجہ سے ہم گفتگو کی ابتدا نہیں کرتے، جب وہ مسکراتے تو موتی جھڑتے تھے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ان کے مزید تعریف کیجیے۔ ضرار نے کہا: اللہ علی پر رحم

۱۔ الاستیعاب ۱۸۷۱ ۲۔ مسند امام احمد، حدیث ۱۶۸۹۴، شیخ ارناؤوط نے کہا ہے کہ اس روایت کی سند صحیح ہے

فرمائے، وہ زیادہ جاگتے اور کم سوتے، اور رات دن قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رو پڑے اور کہا: ضرار! بس کرو! اللہ کی قسم! علی ویسے ہی تھے، اللہ ابوالحسن پر رحم فرمائے۔(۱)

ابن کثیر نے ''البدایة والنهایة'' میں حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوگیا تو میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! مردوں اور زندوں میں سب سے بڑے فقیہ کا انتقال ہوگیا۔(۲)

علامہ ذہبی نے روایت کیا ہے کہ یزید بن معاویہ نے حسن بن علی پر فخر کیا تو اس کے والد معاویہ نے دریافت کیا: کیا تم نے حسن پر فخر کیا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ معاویہ نے کہا: شاید تمھیں یہ گمان ہے کہ تمھاری ماں ان کی ماں کی طرح ہے یا تمھارے نانا ان کے نانا کی طرح ہے۔(۳)

علامہ ذہبی نے ہی ابن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انھوں نے کہا: میں آپ کو ایسا انعام دوں گا جو میں نے کسی کو نہیں دیا ہے، پھر انھوں نے حسن رضی اللہ عنہ کو چار ہزار انعام میں دیا تو انھوں نے قبول کیا۔(۴)

ابن عساکر نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے سلسلے میں حضرت معاویہ کی تعریف نقل کی ہے: عبدالملک بن مروان نے کہا ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ انھوں نے کہا: میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا: بنو ہاشم دو افراد ہیں: رسول اللہ ﷺ جو ہر بھلائی اور خیر کے حامل ہیں اور عبداللہ بن جعفر جو ہر شرافت کے اہل ہیں، نہیں، اللہ کی قسم! کسی نے بھی کسی قسم کے شرف کی طرف سبقت نہیں کی مگر وہ اس سے آگے نکل گئے، وہ رسول اللہ ﷺ کے طاق سے ہیں، اللہ کی قسم! عزت کسی جگہ اتری اور وہاں تک کوئی پہنچ نہیں سکا تو عبداللہ اس کے بیچ میں پہنچ گئے۔

۱۔

۲۔ البدایة والنهایة ۸/۳۰۱، شعیب ارناؤوط نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے

۳۔ سیر أعلام النبلاء ۳/۲۶۰ ۴۔ سیر أعلام النبلاء ۳/۲۶۹، محقق نے اس کی سند کو حسن کا درجہ دیا ہے

خلاصۂ کلام

مذکورہ بالا نصوص کی تھوڑی دیر سیر سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان کتنے گہرے تعلقات تھے اور وہ اللہ کی خوشنودی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی رعایت میں اپنے دلوں میں دینِ اسلام اور اس کے ماننے والوں کے لیے کتنی محبت ومودت رکھتے تھے۔

اپنے دین کی حفاظت کے خواہش منداور اپنے ایمان کے تحفظ کے حریص کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ اہلِ بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت فرض ہے، اور ان کے بارے میں غلط سلط باتیں کہنا ان کے منہج اور سیرت سے خروج کرنا ہے، جو اتباع وپیروی کے لائق لوگوں میں سب سے بہترین ہیں، اور اپنے نفس کو اللہ کے عذاب کے لیے پیش کرنا ہے، اس کتاب میں عذابِ الٰہی سے ڈرنے والے، ثواب کی امید رکھنے والے اور اللہ کی طرف انجامِ کار لوٹ کر جانے کا علم رکھنے والے کے لیے نصیحت ہے۔

اے اللہ! تو ہمیں ان کی اور ان کے پیروکاروں کی محبت عطا فرما اور ان کے ساتھ ہمارا حشر فرما۔ آمین

مراجع

١۔الإرشاد ۔للمفيد۔ سلسلة مؤلفات المفيد۔دار المفيد۔ بيروت۔ دوسرا ایڈیشن ١٤١٤ھ

٢۔استجلاب ارتقاء الغرف۔از: سخاوی۔ تحقيق: خالد احمد صمی

٣۔الإستيعاب في معرفة الأصحاب — از: ابن عبد البر

٤۔بحار الأنوار — از: مجلسی

٥۔البداية والنهاية — از: علامه ابن كثير

٦۔تاريخ الأمم والملوك — از:علامه طبری

٧۔تاريخ دمشق — از: ابن عساكر

٨۔تأويل الآيات في فضائل العترة الطاهرة — از: اشرابادی نجفی

٩۔تفسير الإمام العسكری — تحقيق: مدرسة الإمام المهدی

١٠۔الخصال — از: ابن باقويه تحقيق: علی اكبر غفاری

١١۔السلسلة الصحيحة — از: ناصر الدين البانی

١٢۔سنن ابی داود — از: امام ابوداود سجستانی

١٣۔سنن ترمذی — از: امام محمد بن عيسی ترمذی

١٤۔سير أعلام النبلاء — از:علامه ذهبی

١٥۔صحيح ابن حبان — از:ابن حبان بسی

١٦۔صحيح بخاری — از: امام بخاری

١٧۔صحيح مسلم — از: امام مسلم

١٨۔الصحيفة السجادية الكاملة — از: امام زين العابدين

۱۹۔الطبقات الکبری	از: محمد بن سعد
۲۰۔فضائل الصحابة	از: امام احمد بن حنبل
۲۱۔الکافی (اصول)	از: کلینی تحقیق: علی اکبر غفاری
۲۲۔کشف الغمة فی معرفة الأئمة	از: اربلی
۲۳۔مجمع الزوائد	از: علامه هیثمی
۲۴۔مروج الذهب	از: مسعودی
۲۵۔مستدرک حاکم	از: حاکم نیساپوری
۲۶۔مسند ابی یعلی	از: ابویعلی موصلی
۲۷۔مسند امام احمد	از: امام احمد بن حنبل
۲۸۔مصنف ابن أبی شیبه	از: ابوبکر بن ابی شیبه
۲۹۔معجم البلدان	از: یاقوت حموی
۳۰۔نهج البلاغة	تحقیق: محمد عبده

مبرة الآل والأصحاب
سلسلة العلاقة الحميمة بين الآل والأصحاب (١)

من إصداراتنــا
More Others